مئی 2021

CARNEGIE
ENDOWMENT FOR
INTERNATIONAL PEACE

CHINA local/global

پاکستان اور چین مذاکرات کیسے کرتے ہیں

کیتھرین ایڈنی اور فلیپو بونی

پاکستان اور چین مذاکرات کیسے کرتے ہیں

کیتھرین ایڈنی اور فلیپو بونی

© 2021 کارنیگی فنڈ برائے بین الاقوامی امن ۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

کارنیگی عوامی پالیسی کے معاملات پر ادارہ جاتی پوزیشن نہیں لیتا۔ یہاں جو خیالات پیش کیے گئے ہیں وہ مصنفین کے ہیں۔ اور یہ کارنیگی ، اس کے عملے یا اس کے امینوں (ٹرسٹیز) کے خیالات کی عکاسی نہیں کرتے۔

اس اشاعت کا کوئی حصہ کارنیگی فنڈ برائے بین الاقوامی امن سے تحریری اجازت کے بغیر کسی بھی شکل میں یا کسی بھی ذریعہ سے دوبارہ تیار یا منتقل/نشر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ براہِ مہربانی

معلومات کے لئے رابطہ کریں ۔

Carnegie Endowment for International Peace
Publications Department
1779 Massachusetts Ave, NW
Washington DC, 20036
نوف: 7600 483 202 1+
سکیف: 1840 483 202 1+
CarnegieEndowment.org

یہ اشاعت CarnegieEndowment.org پر سے بغیر کسی قیمت کے حاصل (ڈاؤن لوڈ) کی جاسکتی ہے۔
کور فوٹو: کرس ہونڈرس /گیٹی امیجز

المحتویات

China Local/Global	1
خلاصہ	2
تعارف	4
اقتصادی راہداری کی تشکیل	5
پاکستانی انتخابات 2018 کے اثرات	11
کلیدی اقدامات	21
سیکھے گئے اسباق	22
مصنفین کے بارے میں	24
اعترافات	24
نوٹس	25

China Local/Global

چین ایک عالمی طاقت بن چکا ہے لیکن اس کے پس منظر اورنوعیت کے متعلق بحث و مباحثہ بہت کم ہو رہے ہے۔ بہت سے تجزیہ نگاروں کا مؤقف ہے کہ چین اپنا ترقیاتی ماڈل برآمد کرتا ہے اور اسے دوسرے ممالک پر مسلط کرتا ہے۔ اس کے علاوہ چین امنے مختلف لوگوں اور اداروں کے ذریعے کام کرتے ہوئے اور مقامی ضوابط ، اصولوں اور طریقوں کو اپناتے ہوئے اپنا اثر رسوخ بھی بڑھاتا ہیں۔

فورڈ فاؤنڈیشن کی فیاضانہ کثیر سالہ (کثیر المدت) گرانٹ کے ذریعے کارنیگی نے دنیا کے سات خطوں -افریقہ ، وسطی ایشیاء ، لاطینی امریکہ، مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ , بحر الکاہل ، جنوبی ایشیا ء اور جنوب مشرقی ایشیاء میں چین کی حکمت عملیوں کی تحقیق کے ایک جدید ادارے کا آغاز کیا ہے۔ تحقیق اور حکمت عملی کے امتزاج کے ذریعے یہ منصوبہ ان پیچیدہ پہلوؤں کو تلاش کرتا ہے جس میں لاطینی امریکہ میں چینی کمپنیوں کی جانب سے مقامی لیبر قوانین سے مطابقت پیدا کرنا ، جنوب مشرقی ایشیاء اور مشرق وسطیٰ میں چینی بینکوں کا فنڈز کی ترسیل کیلئے روایتی اسلامی مالیاتی اور کریڈٹ مصنوعات کی تلاش اور وسطی ایشیاء میں مقامی کارکنوں کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں چینی لوگوں کی کارکردگی شامل ہیں۔ ان مواقف پذیر چینی حکمت عملیوں کو ، جو مقامی حقائق کو مد نظر رکھتی ہیں ، زیادہ تر مغربی پالیسی سازوں کی جانب سے خاص طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بنیادی طور پر اس منصوبے کا مقصد دنیا میں چین کے کردار کے متعلق افہام و تفہیم اور بحث و مباحثے کو نمایاں طور پر اجاگر کرنا اور جدید پالیسی سازی کے نظریات کو ترویج ہے۔ اس طرح یہ منصوبہ مقامی لوگوں کو اپنے معاشرتی اور معاشی پہلوؤں کو مضبوط کرنے کیلئے چینی توانائیوں کے بہتر استعمال کے قابل بنا سکےگا۔ اسی طرح یہ پوری دنیا اور خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں مغربی سرگرمیوں کیلئے رہنمائی کرسکے۔ یہ چین کے پالیسی سازوں کو مختلف چینی تجربات سے سبق حاصل کرنے کی ترغیب سے سکے اور ممکنہ خطرات اور عداوتوں کو کم کرنے میں مدد کر سکے گی ۔

Evan A. Feigenbaum
نائب صدر مطالعات ، کارنیگی انڈومنٹ برائے بین الاقوامی امن

خلاصہ

اپریل 2015 میں با ضابطہ آغاز کے بعد سے چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک)چینی صدر شی جن پنگ کے جاری کردہ بیلٹ اینڈ روڈ منصوبہ کے زیر اہتمام سب سے زیادہ مشاہدہ کیے جانے والے منصوبوں میں سے ایک ہے۔ پاکستان میں تقریبا 25 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کے بعد ، سی پیک کو نہ صرف بی آر آئی کا «فلیگ شپ پراجیکٹ « قرار دیا گیا ہے بلکہ یہ بیجنگ کے عالمی عزائم کے حصول میں بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔[1]

اگرچہ سی پیک کے جغرافیائی سیاسی اثرات خصوصاً ہندوستان اور امریکہ کیلئے مضمرات ، کے متعلق بہت تحریریں سامنے آئی ہیں۔ تاہم پاکستان میں بی آر آئی کس طرح آشکار کیا جارہا ہے، اس کے متعلق تفصیلی آگاہی فراہم کرنے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے ۔ چین اور پاکستان سی پیک معاہدوں کی شرائط پر کیسے بات چیت کرتے ہیں؟ اسلام آباد بیجنگ کے ساتھ معاملات میں کس حد تک ایجنسی کا استعمال کرنے میں کامیاب رہا ہے؟ چین ان حالات کے ساتھ کیسے مطابقت پیدا کرتا ہے جن میں کام کرتا ہے؟ اگرچہ اب تک سی پیک ذرائع ابلاغ ، تعلیمی اور پالیسی سازی کی تحقیقات میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے تاہم ان سوالات کے جوابات نہیں دیے ہیں۔

اس تاثر کے ساتھ کہ بی آر آئی نہ صرف پاکستان میں بلکہ عالمی سطح پر یک طرفہ چینی کاوش کا شاخسانہ ہے، دونوں شراکت داروں کے درمیان طاقت کے عدم توازن نے اس تاثر کو جنم دیا ہے کہ بیجنگ اسلام آباد میں اپنے دیرینہ دوست پر محض سی پیک مسلط کر رہا ہے۔ اس کے برعکس یہ تحقیق پاکستان کے ابھرتے ہوئے سیاسی منظر نامے کے پس منظر اور ملک میں 2018 کے انتخابات کے بعد قیادت میں تبدیلی کے پس منظر میں پاکستانی سیاسی جماعتوں ، مقامی لوگوں اور فوج کے ساتھ چلنے میں چین کی موافقانہ حکمت عملیوں پر روشنی ڈالتا ہے۔

اس خلا کو پر کرنے کیلئے یہ مقالہ بی آر آئی کے نفاذ کی تحقیق کیلئے الحاقانہ نظر اپنانے کی اہمیت اجاگر کرتا ہے۔ اس تناظر میں یہ دیکھنا ہے کہ پاکستان اور چین نے سی پیک سے وابستہ توانائی، تعمیراتی اور صنعتی تعاون کے منصوبوں پر کس طرح بات چیت کی ہے یہ تجزیہ دو مصنفین کے اشرافیہ کے ساتھ نیم ساختہ انٹرویوز پر مبنی ہے جو انھوں نے 2015، 2018 اور 2020-2021 میں فیلڈ ورک کے دوران کیے تھے اور جو سرکاری رپورٹس ، بیانات اور اخباری مضامین کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں۔

سی پیک کےمقامی خدوخال کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستانی لوگوں نے اس عمل میں اہم طریقوں سے ایجنسی کو آگے بڑھایا ہے۔ جبکہ بعض اوقات چینی قیادت نے اہم پاکستانی مطالبات کو تسلیم کیا ہے۔

- **سی پیک کا طے شدہ راستہ متعصب پاکستانی سیاست سے متاثر ہوا۔** راہداری کے جغرافیائی راستے کے متعلق فیصلہ سازی اس امر کی نشاندہی کر رہی تھی کہ پاکستان کی ترجیحات سی پیک کے نفاذ کے عمل میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ خاص طور پر سندھ اور پنجاب میں منصوبوں کو ترجیح دینے کی وجہ اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف اور ان کی پارٹیپاکستان مسلم لیگ (ن) کی پاکستان کے اقتصادی طور پر ترقی یافتہ صوبوں میں ترقیاتی منصوبوں کے ذریعے چین کے مفادات کے ساتھ ساتھ وسط مدتی انتخابی فوائد حاصل کرنے کا منصوبہ تھا۔

- **سی پیک کے بارے میں ابتدائی شکوک و شبہات کے باوجود، پاکستان تحریک انصاف سی پیک کے استعمال میں اتنی ہی متعصبانہ رہی ہے جیسا کہ اس کے پیش رو تھے۔** 2018 میں اقتدار سنبھالنے کے بعد سے پی ٹی آئی کی سماجی و

اقتصادی منصوبوں کی توجہ حکومت پاکستان کے پہلے سے سی پیک کے لئے وضع کردہ منصوبوں نہیں ہٹا سکی ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخواہ   فزیبلٹی اسٹڈیز میں زیادہ بہتر جگہوں کے انتخاب (اور متبادل جگہ کیلئے چین کی مضبوط ترجیح) کے باوجود رشکئی خصوصی اقتصادی زون (ایس ای زیڈ) (SEZ) کےلیے اس کا انتخاب اس بیانیہ کو بھی کمزور کرتا ہے کہ چین ہمیشہ بی آر آئی کے غیر موزوں منصوبوں کے لئے مارکیٹ کی رجحانات کو مسخ کرتا ہے۔

- **گوادر کی ترقی پاکستان کی اتنی ہی ترجیح تھی جتنی چین کی تھی۔** اگرچہ عمومی طور پر چین کی اسٹرٹیجک معاملات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے تاہم گوادر بندرگاہ 2000 کے اوائل میں ایک پاکستانی تجویز تھی جسے 2013 کے بعد بی آر آئی منصوبے کے طور پر پیش کیا گیا ۔ گزشتہ 20 سالوں میں تمام پاکستانی حکومتوں بشمول فوجی اور سویلین قیادت گوادر میں چین کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ جبکہ بیجنگ اس بندرگاہ کو بحر ہند تک رسائی کے لئے ایک اسٹرٹیجک نقطہ نظر سے دیکھتا ہے۔

- **ابتدا میں توانائی کے منصوبوں کو پاکستان کی خواہش پر ترجیح دی گئی۔** سی پیک کے پہلے مرحلے کی زیادہ تر سرمایہ کاری توانائی کے منصوبوں میں کی گئی جن میں کول پاور پلانٹس قابل ذکر ہیں ۔ کوئلے کو یہ ترجیح پاکستان کی توانائی کی منڈیوں کی ساخت میں ترمیم کرنے کی خواہش کا حصہ تھی۔ یہ ہدف شریف اور ان کی پارٹی کی جانب سے ملک میں بجلی کی قلت ختم کرنے کے لئے توانائی کے منصوبوں کو ترجیح دینے کے مطابق بھی تھا، تاکہ 2018 میں دوبارہ منتخب ہو سکیں۔

- **ایس ای زیز (SEZs) کو در پیش چیلنجز ۔** چین اور اسلام آباد کی چند   **ایس ای زیز**   پر توجہ مرکوز کرنے اور ان کو ترجیح دینے کے معاہدے اور چین کی کچھ صنعتوں کو کم لاگت والے پیداواری علاقوں میں منتقل کرنے کی خواہش کے باوجود **ایس ای زیز** پر ترقیاتی کام سست روی کا شکار رہی ہے، یہ ایک بوجھل بیوروکریٹک ڈھانچے اور ان منصوبوں پر سیاست کار ی کا نتیجہ ہے۔

- **سی پیک پر بیان بازی اکثر حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتی ۔** سی پیک کے متعلق بلند زبان عمومی طور پر پاکستانی عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے زمینی حقائق کی پیمائش کرنے میں ناکام رہی ہے۔ سی پیک میں پاکستانیوں کے دل و دماغ جیتنے کے لئے بہت سے منصوبے شامل کیے گئے ہیں لیکن عام طور پر یہ منصوبہ حقیقت نہ بن پائے یا پھر تاخیر کا شکار ہوئے۔

تعارف

چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) شاید اپنے فلیگ شپ بیلٹ اینڈ روڈ (بی آر آئی) منصوبہ کے تحت چین کے تعمیراتی ڈھانچے میں مالی اعانت کے لیے سرمایہ کاری کی راہداریوں میں س نمایاں ہے ۔[2]اب تک کم از کم 25 ارب ڈالر کی مجموعی سرمایہ کاری کے ساتھ سی پیک سڑکوں ، بندر گاہوں ، پاور پلانٹس اور فائبر آ پٹک کیبلز سمیت بنیادی ڈھانچے کے[3] منصوبوں کو مکمل طور پر احاطہ کر تا ہےچین کے صدر شی جن پنگ کی جانب سے 2015 میں پاکستان کے با ضابطہ طور پر آغاز کیے گئے ۔سی پیک منصوبے میں چینی سرمایہ کاری کی سطح اور نوعیت نے پاکستان کی ملکی سیاست میں چینی لوگوں کا کردار غیر معمولی طور پر بڑھا دیا ہے۔ چینی حکام دوسرے ممالک کے «اندرونی معاملات میں» عدم مداخلت کا اصول پیش کرتے ہیں, لیکن اس کے باوجود 2013 سے بیجنگ اور اس کے آلہ کاروں بشمول چینی فرموں اور فنڈز نے وفاقی اور مقامی دونوں سطحوں پر پاکستانی قیادت کے ساتھ اپنے معاملات تیز کر دئیے ہیں اور اگرچہ ان۔[4] چینی لوگوں نے اپنے مفادات کی پیروی کی ہے اور اپنی سیاسی اور سرمایہ کاری کی ترجیحات کو بالکل واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم پاکستان کے اندرونی سیاسی منظر نامے نے انہیں حالات کے مطابق ڈھلنے پر مجبور کر دیا ہے۔

جب سے سی پیک کا آغاز ہوا ہے چین کی مختلف سرمایہ کاری اور منصوبوں کے لئے مرکزی فیصلہ سازی کے عمل کو ترجیح دینا پاکستان کی ترجیحات اور پاکستانی سیاسی حقائق سے متصادم ہے۔ جیسا کہ پاکستان کی سینت کی خصوصی کمیٹی برائے سی پیک کی اس وقت کی کنوینر سینٹر شیری رحمان نے کہا ، «مرکزی چینی کمیونسٹ پارٹی کی حکومت اور پاکستان کی نو زائیدہ جمہوری جماعتوں اور حکمرانی ڈھانچے کے درمیان فرق اقتصادی راہداری کے نفاذ میں بڑی رکاوٹوں میں سے ایک ہے»۔[5]

اگرچہ بہت سے مبصرین پاکستان میں چینی سرگرمیوں کو بیجنگ سے جاری ہونے والی تمام کاوشوں کی ایک مجموعی کوشش کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ لیکن در حقیقت یہ منصوبے اور کوششیں چین اور پاکستان کے سیاسی اور اقتصادی قیادت کے مفادات کے درمیان ایک پیچیدہ تعامل سے تشکیل پاتی ہیں۔[6] اس مقالے کا مقصد 2018 کے انتخابات سے پہلے اور بعد میں سی پیک کے حوالے سے پاکستان کے نقطہ نظر کا موازنہ کرکے ان مقامی عوامل کو تلاش کرنا ہے جو وزیر اعظم عمران خان کو اقتدار میں لانے میں اہم ثابت ہوئے ۔ یہ موازنہ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح چین اور اسکے لوگون نے پاکستان کی بدلی ہوئی سیاسی صورت حال کے مطابق خود کو ڈھال لیا ہے۔

یہ مقالہ سب سے پہلے راہداری کے لئے چینی اور پاکستانی اہداف میں ہم آہنگی اور اختلافات کی کھوج کرتا ہے۔ اور کس طرح چینی لوگوں کو پاکستان کے زمینی حقائق کے مطابق ڈھلنا پڑتا ہے۔ مصنفین نے یہ تجزیہ جزوی طور پر سی پیک کے ادارہ جاتی فریم ورک میں فیصلہ سازی کرنے والے اہم ادارے جوائنٹ کوآپریشن کمیٹی(جے سی سی) (JCC) کی طرف سے ترجیحی نوعیت کے کلیدی منصوبوں کے متعلق 2018 کے انتخابات کے بعد تبدیلی کے مشاہدے کے ذریعے کیا۔ جس میں توانائی کے پیداوار سے ہٹ کر سماجی اور اقتصادی ترقی کے منصوبوں پر توجہ مرکوز کی گئی ، اگرچہ یہ چین اور پاکستان کے ‹سی پیک کے طویل مدتی منصوبے› (2017-2030) میں پہلے ہی سے شامل تھے تاہم پاکستان کے ‹اندرونی› معاملات کے تناظر میں بیجنگ پر دباؤ کی بنا پر یہ رجحان تیزی سے بڑھا۔[7] اس پس منظر میں یہ مقالہ ان رجحانات اور بیجنگ کے ردعمل اور اس کی موافق حکمت عملیوں کی وضاحت کرتا ہے۔

اس کے علاوہ مقالہ میں راہداری میں شامل خصوصی اقتصادی زونز (SEZs) کے نفاذ کا جائزہ بھی لیا گیا ہے جو سی پیک کے دوسرے مرحلے کے اہم اجزاء میں سے ایک ہے۔ SEZsوفاقی بورڈ آف اپرول کے تحت کام کرتے ہیں جس میں وزیر اعظم پاکستان، متعلقہ وفاقی وزراء (بشمول وزیر خزانہ) ، پاکستان کے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ ، اور سٹیٹ بینک آف پاکستان کے

گورنر شامل ہوتے ہیں۔[8] ان SEZs میں چینی سرمایہ کاروں اور مقامی مفادات کے درمیان معاملات کے مشاہدہ کرتے ہوئے مصنفین بتاتے ہیں کہ کس طرح پاکستانی اور چینی فریقوں کے مابین ترجیحات طے پاگئیں ، نتیجتا بیجنگ کی جانب سے عائد کردہ شرائط کی بجائے بات چیت کے ذریعے قابل عمل نتائج حاصل کیے گئے۔

اقتصادی راہداری کی تشکیل/ڈھانچ

ء 2018 سے پہلے پاکستانی سیاست دان اور افسران اپنے چینی ہم منصبوں کی نسبت سی پیک کے حوالے سے تفصیلی مذاکرات کیلئے بہت کم تیار تھے۔ جیسا کہ پنجاب کے چیف اکانومسٹ (ماہر اقتصادیات) نے مصنفین کو بتایا کہ چینی مذاکرات کار اچھی طرح تیار کردہ منصوبوں کے ساتھ پہنچے جبکہ ان کے پاکستانی ہم منصبوں نے اپنی ترجیحات طے نہیں کی تھیں ۔[9] یہ نقطہ نظر عارف رفیق کے تجزیے سے مطابقت رکھتا ہے ، جنھوں نے دلیل دی ہے کہ اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کی قیادت میں پاکستان مسلم لیگ نواز (پی ایم ایل این) کی حکومت منصوبہ بندی اور پراجیکٹ کی ترجیحات کے لحاظ سے بری طرح ناکام تھی۔[10] رفیق نے مزید کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ سی پیک کے طویل المدتی منصوبے گوادر کی بندرگاہ کا جامع منصوبہ اور صوبہ بلوچستان میں اس سے منسلک بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[11]

تاہم، اس متزلزل آغاز کے باوجود ،پاکستانی سیاست دانوں نے جلد ہی ان علاقوں کی نشاندہی کی جہاں وہ اپنے فائدے کیلئے اپنی ترجیحات کےمطابق مجوزہ چینی سرمایہ کاری کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اقتصادی راہداری کے راستے

بیجنگ اور اسلام آباد کو راہداری کے راستوں اور اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری جو داؤ پر لگی تھی کے متعلق ایک معاہدے پر پہنچنے کی ضرورت تھی۔ سی پیک کو حقیقی طور پر ایک قومی اور منصفانہ منصوبہ بنانے کیلئے ملک کے چاروں صوبوں کے لئے منصوبے مختص کرنا ضروری تھا۔ اگرچہ پاکستانی حکومت نے ابتدا میں «سارا پاکستان» کے بیانیہ کی آماجگاری کی تاہم یہ مؤقف زیادہ دیر تک قائم نہیں رہا۔[12]

وفاقی اور صوبائی سیاست دانوں اور کاروباری حضرات سمیت پاکستان کے بڑے بڑے اسٹیک ہولڈرز (حصہ داروں) نے اپنے آبائی علاقوں کیلئے منصوبے مختص کروانے پر زور دیا جس نے بلا تعجب تنازعہ کھڑا کیا۔ پاکستان کی حزب اختلاف اور علاقائی جماعتوں نے بعض موقعوں پر سی پیک کے ابتدائی فیصلوں کے خلاف مزاحمت کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے سی پیک کو دوبارہ منتخب ہونے کے ٹکٹ کے طور پر دیکھا ۔[13] لہذا حکمران جماعت نے اپنے سیاسی مرکز پنجاب کیلئے فنڈز اور سرمایہ کاری کو ترجیح دی جو قومی اسمبلی میں سب سے زیادہ نشستیں رکھتا ہے۔[14] سی پیک کا مشرقی راستہ صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ سے گزرا جس میں مسلم لیک (ن) کے اراکین پارلیمنٹ کے بہت سے سیاسی حلقے شامل تھے۔ (تصویر1 دیکھیں) اس انتظامی بندوبست نے صوبہ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کو خراب حالات میں چھوڑ دیا حالانکہ اس وقت بلوچستان میں ایک ایسے اتحاد کی حکومت تھی جس میں مسلم لیگ (ن) بھی شامل تھی۔

فوٹو 1

چینی اور پاکستانی پالیسی سازوں نے سی پیک کیلئے مشرقی راستے کا انتخاب کیا جو پاکستان کے زیادہ آبادی والے صوبوں پنجاب اور سندھ کے بڑے آبادی والے شہروں (جیسے لاہور شہر) سے گزرتا تھا (کیتھرین ایڈنی)

اس معاملے میں پاکستانی حکومت کی ترجیح اور اسکے چینی مذاکرات کاروں کے تکنیکی خدشات میں مطابقت پیدا ہو گئی۔ کیسا کہ ایک انٹرویو دینے والے نے استدلال کیا کہ «چینیوں نے نئے روڈ نیٹ ورک تعمیر کیے بغیر سڑکوں کے موجودہ نیٹ ورک پر کام کرنے کی خواہش کا اظہار کیا»[15] اور خاص طور پر پنجاب میں جہاں ترقی کی پر کشش صلاحیت موجود تھی۔

سی پیک کے اعلی فیصلہ ساز ادارے کی حیثیت سے جے سی سی ان مذاکرات کیلئے ایک موزوں مقام تھا۔ اس کمیٹی کی صدارت پاکستان کے وزیر برائے منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات اور چین کے قومی ترقی و اصلاحات کمیشن کے نائب چئیرمین مشترکہ طور پر کر رہے ہیں ۔ کئی مشترکہ ورکنگ گروپس (مثال کے طور پر گوادر توانائی اور ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کے متعلق) جے سی سی کے اجلاس میں بلائے جاتے ہیں اور مکمل کمیٹی کو سفارشات پیش کرتے ہیں۔[16]

جےسی سی اجلاسوں کی تفصیلات پاکستان کے سیاسی مفادات اور چین کے تجارتی و تکنیکی خدشات میں مطابقت کی تصدیق کرتے ہیں ۔ مثال کے طور پر فروری 2014 میں ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے سے متعلق مشترکہ ورکنگ گروپ کی سفارشات کی بنیاد پر جے سی سی نے «سی پیک کے لیے مطابقت پر اتفاق رائے حاصل کیا اور ابتدائی طور پر سنکیانک کا علاقہ کاشغر ، خنجراب ، اسلام آباد ، لاہور، ملتان، سکھر، کراچی اور گوادر کو منصوبے کے اہم شہروں کے طور پر تسلیم کیا»۔[17] دوسرے لفظوں میں چینی اور پاکستانی پالیسی سازوں نے فلیگ شپ گوادر بندرگاہ کی واحد استثنی کے ساتھ پنجاب اور سندھ میں واقع شہروں پر توجہ مرکوز رکھی۔

جے سی سی کے اسی اجلاس کی تفصیلات میں یہ بھی پتا چھلا کہ حاضرین نے «اہم معاشی علاقوں کو مرکزی شہروں سے جوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی تناظر میں جہاں ممکن ہو وہاں سی پیک کی ترقی کیلئے موجودہ ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کا بھر پور استعمال کرنے پربھی اتفاق ہوا۔ اور ابتدائی طور پر ریلوے کی تعمیر کے لئے موجودہ لائنوں کی بہتری اور دوبارہ تعمیر پر توجہ مرکوز رکھنے پر بھی اتفاق رائے ہوا»۔[18] مجموعی طورپر راستے کا چناؤ چینی ترجیحات اور حکومت پاکستان کے اندرونی ایجنڈے کے امتزاج کی عکاسی کرتا ہے۔

فوٹو 2

سی پیک میں چینی سرمایہ کاری نے کئی پاکستانی شہری مراکز کے بنیادی ڈھانچے کو بڑے منصوبوں میں مدد فراہم کی جس میں لاہور شہر میں پہلی میٹرو لائن بھی شامل ہے جس کا افتتاح اکتوبر 2020 میں کیا گیا ۔ (عارف علی/ اے ایف پی بذریعہ گٹی امیجز)

توانائی کے منصوبے

ابتدا میں سی پیک کی توانائی کی پیداوار کے منصوبوں پر توجہ پاکستان کی اندرونی سیاسی ترجیحات سےشروع ہوئی ۔ توانائی سی پیک کے ابتدائی مرحلے کا مرکزی پہلو بن گیا۔ جس کی بڑی وجہ توانائی کا علاقائی بحران تھا جو پاکستانیوں کی زندگی ، ذرائع معاش ، ملک کی مجموعی معیشت اور (نتیجتاً) مقتدر حلقوں کے انتخابی امکانات کو متاثر کر رہے تھے۔ توانائی بحران حل کرنے کا وعدہ 2013 میں پی ایم ایل (این) کی مہم کا ایک اہم انتخابی منشور تھا[19]۔جیسا کہ پنجاب کے بڑے ماہر اقتصادیات (چیف اکانومسٹ) نے وضاحت کی کہ ہر اس چیز کے لئے جو مسلم لیگ (ن) نے ترقیاتی اور انتخابی میدانوں میں مکمل کرنے کی امید رکھی ان میں» توانائی بنیادی شرط «تھا۔[20]

درحقیقت پاکستان نے مروجہ افواہوں کے برعکس اپنی توانائی کی ترجیحات بیجنگ کی طرف دھکیل دیں جو اگست 2013 میں جے سی سی کے پہلے اجلاس کی تفصیلات سے ظاہر ہوتی ہیں جس میں پاکستان کا مؤقف تھا کہ « توانائی کا شعبہ سب سے اہم اور نازک شعبہ ہے اور اس کی بحالی کے بغیر ملک میں اقتصادی سرگرمیاں دوبارہ شروع نہیں ہو سکتی»۔[21] اسی اجلاس میں چین کے نیشنل ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارم کمیشن کے نائب چیئرمین نے پاکستان کی ترجیحات کے تناظر میں رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ منصوبے جن کی نشاندہی (پاکستانی) وزیر نے کی مستقبل میں راہداری کے تحت دو طرفہ تعلقات کی بنیاد بنیں گے۔[22] تاہم چینی حکام نے خبردار کیا کہ پاکستان کے تجویز کردہ ترجیحاتی ڈھانچے کے تحت سرمایہ کاری کے متعلق فیصلہ سازی کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو اپنے فوائد زیادہ سے زیادہ کرنے کیلئے منصوبہ جات میں اعلی کارگردگی یقینی بنانا ہو گی۔[23]

توانائی کے شعبہ میں کوئلہ کلیدی کردار ادا کرے گا (جدول 1 دیکھیں) ۔[24]واضح طور پر پاکستانی حکام نے یہ ترجیح تجویز کی اور ان کے چینی ہم منصبوں نے اس کے مطابق مؤقف اختیار کیا۔ مثال کے طور پر 2013 میں نو منتخب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی طرف سے منظور کی گئی پہلی پالیسی دستاویزات میں سے ایک نیشنل پاور پالیسی 2013 تھی جس میں «کوئلہ کی راہداری» پر توجہ مبذول کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔[25]

جدول 1
سی پیک کول پاور منصوبے

نام منصوبہ	مقام	تخمینہ لاگت (امریکی ڈالر)	عمل درآمد کرنے والی کمپنی /اسپانسرز	تکمیل کی حالت
ساہیوال کوئلے سے چلنے والے پلانٹس	ساہیوال ، پنجاب	1.9ارب امریکی ڈالر	ہوننگ شین ڈونگ روئی گروپ (چین)	اکتوبر 2017 میں مکمل ہوا
پورٹ قاسم (کراچی کے قریب) پر کوئلے سے چلنے والے پاور پلانٹس	پورٹ قاسم ، سندھ	1.9ارب امریکی ڈالر	پورٹ قاسم الیکٹرک پاور کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ	پہلا یونٹ : نومبر 2017: دوسرا یونٹ : اپریل 2018
حبکو کول پاور پراجیکٹ	حب ، بلوچستان	1.9ارب امریکی ڈالر	چائینا پاور حب جنریشن کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ	اگست 2019 (اکتوبر 2019 میں وزیراعظم نے افتتاح کیا)
اینگرو تھر کول پاور پراجیکٹ	تھر-بلاک-II، سندھ	995.4ملین امریکی ڈالر	اینگرو پاور جین تھر لمیٹڈ : چائنا مشینری انجینئرنگ کارپوریشن	جولائی 2019
ایس ایس آر ایل تھر کول بلاک 1- (6.8 ملین ٹن سالانہ) پاور پلانٹ	تھر-بلاک-I، سندھ	1.9ارب امریکی ڈالر	شنگھائی الیکٹرک پاور کمپنی لمیٹڈ : چائنا کول ٹیکنالوجی اینڈ انجینئرنگ گروپ کارپوریشن : اینڈ سائنو سندھ ریسورسز پرائیویٹ لمیٹڈ	جاری ہے (ہدف کی تاریخ فروری 2023 ہے)
حبکو تھر کول پاور پراجیکٹ (تھر انرجی)	تھر بلاک -II، سندھ	497.7ملین امریکی ڈالر	تھر انرجی لمیٹڈ	جاری ہے (ہدف کی تاریخ مارچ 2021 تھی)
تھل نوا تھر کول پاور پراجیکٹ	تھر بلاک -II، سندھ	497.7ملین امریکی ڈالر	تھل نوا پاور تھر (پرائیویٹ) لمیٹڈ	جاری ہے (ہدف کی تاریخ مارچ 2021 تھی)
گوادر میں درآمدی کوئلے پر مبنی پاور پراجیکٹ	گوادر ، بلوچستان	542.3ملین امریکی ڈالر	چائنا کمیونیکیشن کنسٹرکشن کمپنی	جاری ہے (ہدف کی کوئی تاریخ متعین نہیں ہے)

ذرائع: سی پیک (سرکاری ویب سائٹ) اور مختلف خبروں کے ذرائع

یہ منصوبہ سستی بجلی پیدا کرنے اور تیل پر انحصار کم کرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں ذرائع توانائی میں تنوع پیدا کرنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ اس تناظر میں 2013 اور 2021 کے دورانیے میں سی پیک کے تحت توانائی کے ترجیحی منصوبوں میں سے 47 فیصد (سترہ میں سے آٹھ) کوئلے سے چلنے والے پاور پلانٹس کیلئے مختص تھے۔ یہ منصوبے سی پیک سے منسلک منصوبوں کی متوقع بجلی پیداوار کا 65 فیصد بناتے تھے جو پاکستانی حکومت کی جانب سے کوئلہ کی مرکزیت پر زور دینے کی طرف توجہ مبذول کرواتی ہے۔[26]

پاکستانی راہنما نہ صرف سرمایہ کاری حاصل کرنے والے مختلف منصوبوں پر گہری نظر رکھتے ہوئے تھے بلکہ چینی کمپنیوں سے مختلف منصوبوں کی تعمیر میں تیزی لانے کےلئے بھی زور ڈال رہے تھے۔ پاکستانی حکومت نے پاور کنسٹرکشن کا رپوریشن آف چائنا (پاور چائنا) ، جو ایک سرکاری کاروباری ادارہ ہے اور اس منصوبے میں 51 فیصد حصص رکھتا ہے، پر دباؤ ڈالا کہ کوئلہ

سے چلنے والا پورٹ قاسم پلانٹ تیزی سے تیار کرے تاکہ یہ 2018 کے انتخابات سے پہلے مکمل کیا جا سکے۔[27] بالا آخر یہ پاور پلانٹ صرف بتیس ماہ میں ملک کے برقی گرڈ سے منسلک کر دیا گیا اور اس طرح پورٹ قاسم کول پاور پلانٹ نے مقررہ وقت سے 67 دن پہلے اور جولائی 2018 انتخابات سے قبل تجارتی کام شروع کر دیا تھا۔[28] مختصراً ، سی پیک کے پہلے مرحلے میں توانائی کے منصوبے پاکستان کی سیاسی اور معاشی ترجیحات پر چینی موافقت کا نتیجہ تھے۔

گوادر کی بندرگاہ

وہ منصوبہ جو مقامی ایجنسی اور چینی موافقت کے امتزاج کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے وہ بلوچستان میں گوادر کی بندرگاہ ہے جو سی پیک کے تاج کا زیور ہے۔ بہت سے ہندوستانی اور امریکی پالیسی سازوں کے نزدیک گوادر چین کے فوجی عزائم اور توسیع پسندی کا مظہر ہے۔ تاہم گوادر کی بندرگاہ کی تعمیر کو چینی نہیں بلکہ پاکستانی کہانی کے طور پر بہتر طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ منصوبہ سب سے پہلے پاکستانی اشرافیہ نے شروع کیا تھا جو طویل عرصے سے تعمیراتی ڈھانچے کے ایسے منصوبوں پر زور دے رہے تھے جو ملک کو اپنے حریف بھارت کا مقابلہ کرنے میں مددگار ثابت ہوں ۔ یہ حکمت عملی چین کئی سالوں سے قبول کر رہا ہے۔ بی آر آئی کے ساتھ منسلک کئی دوسرے منصوبوں کی طرح گوادر بھی شی جن پنگ کے دستخطی اقدام سے بہت پہلے شروع ہوا تھا۔

گوادر کی بطور بندرگاہ تعمیر کرنے کی پہلی تجویز بیجنگ نے نہیں بلکہ پاکستانی صدر جنرل پرویز مشرف نے جنوری 2000 میں چین کے اپنے پہلے دورے کے دوران پیش کی تھی۔ در حقیقت، بیجنگ مشرف کی پیش کردہ تجویز کے متعلق مشکوک تھا کیونکہ گوادر ایک دور دراز علاقے میں واقع تھا اور یہ نقل و حمل کے بڑے راستوں سے منقطع تھا جو چین کی توجہ کا مرکز تھے۔ جنرل کے چینی مذاکرات کاروں نے اس منصوبے کے محدود تجارتی فوائد اور اس کے محل وقوع کی وجہ سے اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھا کیونکہ یہ مضبوط اور دیرینہ علیحدگی پسند تحاریک کے حامل خطہ بلوچستان میں واقع ہے۔[29]

بالا آخر چین نے اس منصوبے کو قبول کر لیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ منصوبہ اس کے پاکستانی شراکت داروں کیلئے ایک اعلٰی ترجیح تھا۔ مئی 2001 میں اس وقت کے چین کے وزیر اعظم ژورونگچی نے پاکستان کے دورے کے دوران اعلان کیا کہ بیجنگ نے اس بندرگاہ میں سرمایہ کاری کا فیصلہ کر لیا ہے، اس منصوبے کا پہلا مرحلہ 2006 میں مکمل ہوگا[30]۔ تاہم جنوری 2007 میں افتتاح کے بعد بندرگاہ چھ سال تک غیر فعال رہی، اس دوران اس بندرگاہ کے انتظامی امور پورٹ آف سنگاپور اتھارٹی کے حوالے کیے گئے جو بندرگاہ پر مزید ترقیاتی کام کرنے میں ناکام رہی جیسا کہ ایک انٹرویو دینے والے نے کہا کہ حکومت پاکستان نے اسے «غلط ادارے سنگاپور پورٹ اتھارٹی کو دے دیا ،وہ ڈیلور کرنے کے قابل نہیں تھے ،وہ اسے چلانے کے قابل نہیں تھے اور وہ اپنے عہد کو برقرار رکھنے کے قابل نہیں تھے۔»[31]

پاکستان میں جمہوریت کی واپسی کے بعد، فروری 2008 کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کو فتح حاصل ہوئی اور نو منتخب حکومت چین کے ساتھ اقتصادی تعلقات کو فروغ دینے اور اس منصوبے کی تکمیل کیلئے پر عزم تھی چنانچہ پاکستان نے ایک بار پھر چین کو گوادر کی پیشکش کی جب اس وقت کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے مئی 2011 کے امریکی حملے ، جس میں پاکستان کے شہر ایبٹ آباد میں القاعدہ کے رہنما اسامہ بن لادن کو ہلاک کیا گیا تھا، کے بعد بیجنگ کا دورہ کیا۔[32] اسلام آباد کی ابتدائی پیشکش میں مبینہ طور پر گوادر میں ایک فوجی اڈہ تیار کرنا شامل تھا یا جیسے وفاقی وزیر برائے دفاع چوہدری احمد مختار نے اعلان کیا۔ «ہم نے اپنے چینی بھائیوں سے کہا ہے کہ وہ گوادر میں ایک بحری اڈہ تعمیر کریں «[33]تاہم چین نے ان دعووں کی تردید کی ۔ جیسا کہ نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ مختار کے اس بیان کو کچھ لوگوں نے اس

طرح دیکھا کہ بن لادن کے پاکستان کی سرزمین پر مارے جانے کے تناظر میں یہ «امریکہ کو ایک غیر معمولی پیغام بھیجنے کی کوشش ہے کہ اگر تعلقات بہتر نہ ہو سکے تو پاکستان کے پاس دیگر آپشن (انتخاب) موجود ہیں۔[34] تب سے چین اور پاکستان دونوں نے گوادر میں ملٹری کے ترقیاتی منصوبوں پر کم توجہ دی ۔

فروری 2013 میں چائنا اوورسیز پورٹ ہولڈنگ کمپنی نے باضابطہ طور پر بندرگاہ کا انتظام سنبھال لیا۔ اگرچہ یہ پی پی کے دور حکومت میں ہوا تاہم گزشتہ بیس سال سے زائد عرصہ میں ہر پاکستانی حکومت کے لئے سیاسی رغبتوں سے قطع نظر گوادر کی اہمت برقرار رہی۔[35] پاکستان کے لئے بندرگاہ کی اہمیت میں کئی عوامل کار فرما ہیں جن میں بھارت کے ساتھ دشمنی اور گوادر کو افغانستان اور وسطی ایشیاء کے راستے تجارت کیلئے استعمال کرنے کی صلاحیت شامل ہیں۔ یہ بندرگاہ جے سی سی کے اجلاسوں میں مذاکرات کا مستقل موضوع رہی ہے اور بیجنگ پاکستان کی تعمیراتی کاموں کے حوالے سے بہت ہی درخواستوں کو قبول کرتی رحی ھے۔

اس طرح ، 2013 میں جے سی سی کے پہلے اجلاس کے دوران پاکستان کی نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے چئیر مین ، جن کو سی پیک کے تحت سڑکوں کے منصوبوں پر عمل درآمد کا کام سونپا گیا تھا نے تجویز پیش کی کہ «کراچی کو گوادر سے جوڑنے کے لئے مکران کوسٹل ہائی وے کو بہتر بنانا (اپ گریڈ کرنا) ایک اہم ترجیح ہونی چاہیے ۔[36] اسی اجلاس میں چین کے نیشنل ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارم کمیشن کے نائب چئیر مین نے اپنے اختتامی کلمات میں ان منصوبوں کو «ترجیح دینے» پر استدلال کیا جو «گوادر بندرگاہ» کی «پائیدار ترقی « کے لئے مفید ہوں[37](بیجنگ نے پائیدار ترقی پر بار بار زور دیا ہے اور اس موضوع کی طرف یہ مقالہ واپس آئے گا) چینی حکام کی طرف سے پاکستان کی درخواستوں کو اہمیت دینے کے ثبوت کے طور پر دونوں فریقین نے 27 اگست 2014 کو جے سی سی کے تیسرے اجلاس میں حکومتی سطح پر ایک فریم ورک معاہدے پر دستخط کرنے پر اتفاق کیا جس میں ایسٹ بے ایکسپریس وے جو گوادر کو مکران کے ساحل کے ذریعے کراچی سے ملاتی ہے، شامل تھی۔[38]

یقینی طو پر ،ایسٹ بے ایکسپریس وے سمیت کچھ ترجیحی منصوبوں کا مقصد چین کے اصل خدشات کو دور کرنا تھا جو بندرگاہ کے ربط (کنیکٹیوٹی) کے فقدان اور پاکستان کے نقل و حمل کے ڈھانچے میں اسکی جغرافیائی فقدان کے متعلق تھے۔ دوسرے الفاظ میں بیجنگ نے پاکستان کی ان درخواستوں کو قبول نہیں کیا جن میں بنیادی طور پر تجارتی یا لاجسٹک منطق کا فقدان تھا۔ مزید برآں، ایسٹ بے ایکسپریس وے کو چینی حکومت کے سود سے پاک قرض سے مالی اعانت فراہم کی گئی ۔[39]یہ انتظامی طریقہ کار رعایتی قرضوں اور بجلی کی پیداوار کے خودمختار منصوبوں کے بالکل برعکس تھا جن کے ذریعے سی پیک کے ابتدائی مرحلے کے منصوبوں کی مالی معاونت کی گئی ۔[40] یہ چین کی اس خواہش کی عکاسی کرتا ہے کہ وہ پاکستانی مطالبات کو پورا کرنے اور اپنے حکمت عملانہ تحفظات کو بھی آگے بڑھائے جسے چینی تجزیہ کار بحر ہند میں «حکمت عملی کے لحاظ سے اہم نقطہ « سمجھتے ہیں۔[41]

حاصل کلام یہ ہے ،کہ سی پیک کا پہلا مرحلہ (2013 -2017) پاکستان کی ابھرتی ہوئی ترجیحات اور چین کے حسب منشاء اہداف اور ترجیحات کے درمیان مذاکراتی نتائج کی ایک واضح مثال ہے ۔ جس طرح سی پیک کے لئے راستے کا انتخاب مسلم لیگ (ن) اور چین کے اہداف میں مطابقت کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح پاکستان کی خواہش پر کوئلے کے منصوبوں کی ترجیحات اور گوادر کی بندرگاہ پر پیش رفت (خاص طور پر پاکستان کے ہائی وے نیٹ ورک کے ساتھ رابطہ سڑکوں کی تعمیر کے متعلق) یہ سب اسی نکتہ کی تصدیق کرتے ہیں۔

پاکستانی انتخابات 2018 کے اثرات

کئی دہائیوں تک چین کے پاکستان کے ساتھ تعلقات بنیادی طور پر پاکستانی فوج کے ذریعے چلتے رہے۔ اور سلامتی (سیکورٹی) کے تعلقات پاک چین تعلقات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے تھے۔[42] سلامتی پر مرکوز یہ تعلقات اس وقت بھی برقرار رہے جب پاکستانی حکومتوں نے دو طرفہ تعلقات میں ترقی اور اقتصادی اہداف پر زیادہ زور دینے کی کوشش کی۔ سب سے قابل ذکر یہ تھا کہ 2008 سے 2013 تک حکومت کرنے والی پی پی کی حکومت چین کے ساتھ قریبی اقتصادی تعلقات کو فروغ دینے کی خواہش مند تھی حالانکہ بیجنگ ابتداء میں پی پی کی قیادت کے ساتھ کام کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھا کیونکہ اسے امریکہ کے قریب سمجھا جاتا تھا۔[43]

سی پیک کی آمد نے ان رجحانات کو تبدیل کر دیا۔ جون 2013 میں اقتدار سنبھالنے والی مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں چینی قیادت نے ایک سویلین شراکت دار کو بنیادی ڈھانچے کی ان ترجیحات پر آگے بڑھنے کیلئے آمادہ پایا جس کی چین نے جنوبی ایشیاء اور دنیا بھر میں مالی معاونت شروع کر دی تھی۔ سویلین قیادت والے ادارے جے سی سی میں فیصلہ سازی پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے چین نے پاکستان میں فوج کے علاوہ اہم تعلقات استوار کرنا شروع کر دیے۔

2013 کے بعد کا سویلین مرکوز بندوبست دونوں فریقین کیلئے ساز گار ثابت ہوا ۔ چین کیلئے جے سی سی کا ڈھانچہ پاکستان کے متنازعہ سیاسی نظام سے جلد فیصلے لینے اور سی پیک منصوبوں کو تیزی سے نافذ کرنے کی خواہش کے مطابق تھا۔ دریں اثناء پاکستان مسلم لیگ (ن) کیلئے اسٹریٹیجک تجارتی اور ترقیاتی منصوبوں پر سویلین کنٹرول برقرار رکھنے کے متعلق پارٹی قیادت کے عزائم کے لیے جے سی سی کا ڈھانچہ پالکل موزوں تھا۔

تاہم یہ توازن جلد ہی پاکستانی سیاست کے پیچیدہ حقائق مثلا سب سے بڑھ کر اندرونی سیاست میں بالواسطہ فوجی مداخلت کی سبب جنم لینے والی رکاوٹوں سے ٹکرا گیا۔ جولائی 2017 میں سپریم کورٹ کی جانب سے نواز شریف کو بدعنوانی کے الزامات کے تناظر میں وزیر اعظم کے عہدے سے نااہل قرار دینے کے فیصلے پر فوج کا بہت اہم کردار تھا۔[44] چین کی وزارت خارجہ نے ان واقعات کے پس منظر میں بہادرانہ مؤقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی عہدے سے ان کی نا اہلی سی پیک کو متاثر نہیں کرے گی۔[45] تاہم مصدقہ اطلاعات کے مطابق بیجنگ درحقیقت وزیراعظم کو عہدے سے ہٹانے کے فیصلے سے ناخوش تھا کیونکہ اسے تشویش تھی کہ یہ قدم «سی پیک کے لیے کچھ تغیرات کو جنم دے گا»۔[46]

اسی پریشانی کا پہلا اشارہ نومبر 2017 میں اسلام آباد میں منعقدہ جے سی سی کے ساتویں اجلاس میں سامنے آیا۔ یہ اس ادارے کا پہلا اجلاس تھا جس میں بنیادی ڈھانچے کے کسی بڑے منصوبے پر اتفاق نہیں کیا جا سکا۔ سابقہ دور حکومت میں جے سی سی نے بڑے معاہدوں کی منظوری دی تھی تاہم پاکستان کے سیاسی عدم استحکام سے پیدا ہونے والے اس تعطل اور نواز شریف کی برطرفی کے ساتھ جنم لینے والی جمود اور عدم فیصلہ کی فضا میں عمران خان کی زیر قیادت آنے والی پی ٹی آئی کے دور حکومت میں مزید اضافہ ہوا۔

2018 سی پیک اور پاک چین عمومی تعلقات کیلئے تغیرات کا سال تھا۔ جولائی 2018 کے انتخابات کے بعد پی ٹی آئی (PTI)نے اقتدار سنبھالا ، سابقہ کرکٹ ہیرو عمران خان کی زیر قیادت ، پارٹی نے انسداد بدعنوانی کے مربوط ایجنڈا پر نام نہاد «نیا پاکستان» کیلئے بڑے پیمانے پر مہم چلائی۔ 2013 سے 2018 کے دوران ، عمران خان اور پی ٹی آئی کے دیگر اہم راہنماؤں نے سی پیک کے متعلق تحفظات کا اظہار کیا تھا بالخصوص انہوں نے سی پیک کے (متبادل مغربی راستے کی بجائے) پنجاب سے گزرنے والے راستے کے حوالے سے اپنے پیشروؤں کے فیصلے پر تنقید کی تھی اور الزام عائد کیا تھا کہ پی ایم ایل (این) کے سیاستدانوں نے چینی سرمایہ کاری سے ذاتی طور پر فائدہ اٹھایا ہے۔[47]

انتخابات کے بعد فتح کی تقریر میں عمران خان نے چین کی اندرونی غربت کے خاتمے کی حکمت عملی کی تعریف کی۔ شی جن پنگ کی بدعنوانی کے خلاف مہم کر سراہا اور استدلال کیا کہ «چین ہمیں سی پیک کے ذریعے ایک بڑا موقع فراہم کررہا ہے « لیکن انہوں نے پاکستان میں چین کی مدد سے تیار کردہ بنیادی ڈھانچے کے کسی منصوبے کا حوالہ نہیں دیا۔[48] اس کوتاہی نے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کے مستقبل کے متعلق بہت سے سوالات کو جنم دیا کیونکہ یہ منصوبے 2013 سے 2017 کے دورانیے میں سی پیک کے پہلے مرحلے کے محور رہے تھے۔ عمران خان نے اس پیغام کے ذریعے اشارہ دیا کہ پی ٹی آئی کی نئی قیادت سی پیک میں نئی ترجیحات شامل کرنے کیلئے تیار ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ جو منصوبے زیر تکمیل ہیں انہیں مکمل کیا جانا چاہیے لیکن یہ کہ ان منصوبوں کے مستقبل کے مراحل پر مذاکرات میں مسلم لیگ (ن) کی بجائے پی ٹی آئی کا ایجنڈا حاوی ہو گی۔[49]

پی ٹی آئی کی حکومت نے انتخابات کے فورا بعد اس وقت کے چینی سفیر یاؤجنگ کے ساتھ متعدد ملاقاتوں کے ذریعے بیجنگ کو یہ پیغام پہنچایا۔ خان کے ساتھ اپنی پہلی ہی ملاقات میں یاؤ نے اس دعوی پر کچھ الفاظ اداکرکے اپنا رخ تبدیل کر لیا کہ پی ٹی آئی «اپنے لوگوں کی بھلائی کیلئے حکومت کرنے کے تصور پر عمل پیرا ہے اور امید کرتی ہے کہ چین پاکستان کی معاشی اور سماجی ترقی کی حمایت جاری رکھے گا»۔[50] اس تناظر میں یاؤ نے چین کی صاف دلی کا اظہار کیا کہ وہ «نئی حکومت کے ساتھ مل کر کام کریں گے» اور یہی پیغام پی ٹی آئی کے نئے وزراء بشمول وزیر ریلوے اور وزیراعظم کے مشیر برائے تجارت و سرمایہ کاری عبدالرزاق داؤد کے ساتھ ملاقاتوں کے دوران دیا۔[51] جیسا کہ اینڈریو سمال کا استدلال ہے کہ چینیوں نے «انتخابات کے بعد کچھ عرصہ اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کی کہ سی پیک کو ٹریک پر رکھا جائے»۔[52]

چین کی طرف سے پی ٹی آئی کی ترقیاتی ترجیحات کی منظوری کے باوجود بیجنگ حریف پاکستانی سیاستدانوں کے درمیان سیاسی الزامات کے تبادلہ میں فٹبال بن گیا۔ یاؤ سے ملاقات کے چند دن بعد جب یاؤ کے باس چینی وزیرخارجہ وانگ لی پاکستان کے دورے پر تھے۔ فنانشل ٹائمز نے داؤد کے حوالے سے کہا کہ مسلم لیگ (ن) نے «چین کے ساتھ سی پیک پر مذاکرات کرتے ہوئے برا کام کیا «اور اس امر کی تصدیق کی کہ چینی کمپنیوں کو ناجائز ٹیکس چھوٹ نے انہیں «پاکستان میں ناجائز فائدہ « حاصل کرنے کی اجازت دی۔[53] داؤد نے نتیجہ اخذ کیا کہ پاکستان کو «ہر چیز کو ایک سال کے لئے روک دینا چاہیے تا کہ ہم مل کر کام کر سکیں»۔[54]

اس کے بعد بہت سے سیاسی موڑ آئے ۔ پاکستانی فوج نے بیجنگ کو مد نظر رکھتے ہوئے اگلے دن عمران خان پر دباؤ ڈالا کہ وہ عوام کے سامنے داؤد کے تبصروں کو واپس لے لیں۔ اور پھر منصوبہ بندی کے نئے وزیر نے «گوادر کی مربوط ترقی « کے ساتھ صنعت کاری پر خصوصی توجہ مرکوز رکھنے کے لئے ترجیحی عزم کا اعادہ کیا۔[55] اس کے باوجود یہ حقیقت کہ بیجنگ سویلین شراکت داروں اور راہنماؤں کے ساتھ برسوں تعلقات استوار کرنے کے بعد نئی حکومت پر کچھ دباؤ ڈالنے کے لئے پاکستان آرمی پر انحصار کرنا اندرونی مذاکرات کاروں میں تبدیلی کی علامت تھی۔

چند ہی دنوں میں بیجنگ کو 2013 سے قبل مروجہ ہدایات (پلے بیک) پر عمل کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ جیسا کہ یاؤ نے عوامی طور پر پاکستان فوج کے سربراہ جنرل قمر جاوید باجوہ کی جانب سے مدد کیے جانے کا اعتراف کیا اسی طرح جنرل باجوہ نے بھی صرف ایک ہفتہ بعد کافی عرصہ سے زیر التواء دورے کے دوران جس میں ان کی ملاقات ژی سے بھی ہوئی سی پیک کے لئے فوج کے عزم کی توثیق کی۔[56] جب اسلام آباد کے ایک اعلی افسر (سینئر بیوروکریٹ) سے سی پیک کے حوالے سے پی ٹی آئی حکومت کی بدلی ہوئی ترجیحات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ نئی حکومت پالیسی سازی نہیں سمجھتی اور انکشاف کیا کہ اس عمل کو دوبارہ پٹری پر لانے کے لئے «آرمی چیف نے کابینہ کو پاکستان کے حقیقی معاشی مسائل کے بارے میں آگاہ کیا»۔[57]

اس وقت نئی حکومت نے پاکستان کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ایس ڈی پی) میں تبدیلیوں کا اعلان کیا جو پاکستانی حکومت کی طرف سے سالانہ ترقیاتی فنڈنگ کا بنیادی ذریعہ ہے۔[58] پی ایس ڈی پی میں یہ تبدیلیاں پی ایم ایل (این) اور پی ٹی آئی حکومتوں کے درمیان ترجیحات میں واضح فرق کو ظاہر کرتی ہیں۔ اگرچہ یہ تبدیلیاں اس پس منظر میں کی گئی تھیں کہ پاکستان جلد ہی بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے بیل آوٹ کا مطالبہ کرے گا۔ چینی حکام کو اپنے پاکستانی ہم منصبوں کے سماجی و اقتصادی ترقی کے بارے میں نظر ثانی شدہ بیانیے سے ہم اہنگ ہونا ہو گا۔[59] پی ٹی آئی نے اپنے نئے ترقیاتی منصوبے سے ملک کے 35 فیصد سرمائے اور ترقیاتی منصوبے (کل 455) ہٹا دیے جن میں چین کے تعاون سے سی پیک کے تحت چلنے والے سولہ منصوبے(گوادر میں بارہ منصوبے اور بندرگاہ کے علاوہ سی پیک سے متعلقہ چار وسیع تر تجاویز) شامل ہیں۔[60] ان تبدیلیوں سے 2018-2019 کے پی ایس ڈی پی میں سی پیک کے لئے مختص مجموعی رقم میں تقریبا 20 ارب روپے (تقریبا 125 ملین ڈالر) کی کمی واقع ہوئی۔[61]

اس طرح کی غیر یقینی کی صورت حال میں یہ حیرت کی بات نہیں کہ دسمبر 2018 اور نومبر 2019 کے جے سی سی کے اجلاس کوئی نئے بڑے سرمایہ کاری کے منصوبے سامنے نہیں لا سکے۔ اس کی بجائے ان اجلاسوں میں پہلے سے جاری شدہ منصوبوں کو مکمل کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی اور SEZsمیں ممکنہ نئی سرمایہ کاری کے ذریعے پی ٹی آئی کی ترجیحات پر زور دیا گیا۔ فروری 2020 میں یاؤ نے یہ نوٹ کرتے ہوئے اس تبدیلی کی طرف اشارہ کیا کہ «بنیادی طور پر سی پک کے حقیقی پہلو جناب عمران خان کے معاشی وژن کی عکاسی کرتے ہیں»۔ انہوں نے مزید کہا کہ» صنعتی تعاون پر زیادہ توجہ دی جارہی ہے « اس کے علاوہ انہوں نے «نجی شعبہ کے مزید شعبوں میں شامل ہونے « کی ضرورت کا اعتراف کیا۔[62]

مختصراً، اگرچہ حکومت کی تبدیلی کے بعد بیجنگ کا ابتدائی رد عمل پاک فوج کے ساتھ دوبارہ مشغول ہوناتھا لیکن چین نے بالا آخر پی ٹی آئی کی موافقانہ اور دوستانہ حکمت عملی کے ساتھ مطابقت اختیار کر لی۔ یہ چینی موافقت جزوی طور پر سماجی و اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ SEZs کے ذریعے صنعتی تعاون میں مدد گار ثابت ہوئی گی۔

ایس ای زیز (SEZs) کا عروج

2018 سے سی پیک کے ایک قابل ذکر عنصر، SEZsپر نئے سرے سے خصوصی توجہ تھی۔ عالمی بینک اور دیگر SEZsکے معاشی ترقی کی اوسط کو بہتر بنانے کے کردار کے متعلق شکوک و شبہات کے باوجود اس طرح کے نظام بہت سے ممالک میں متعارف کروائے گئے ہیں۔[63] یہ بات اہم ہے کہ SEZs کے قیام کا تذکرہ 2018 کے انتخابات سے پہلے چین پاکستان اقتصادی راہداری کے طویل مدتی منصوبے (2017-2030) میں سی پیک کے دوسرے مرحلے کی اہم ترجیح کے طور پر شامل کیا گیا تھا اور جس پر مسلم لیگ (ن) کی سابقہ حکومت کے دوران اتفاق ہوا تھا۔[64] لہٰذا پی ٹی آئی کے اقتدار سنبھالنے سے پہلے ہی پاکستان نے ان زونز کو «صنعتوں کے لئے سپلائی چین کو ہموار کرنے ، تعاون اور جدت کی صلاحیتوں کو بڑھانے اور معیشت کو بڑے پیمانے پر ترقی میں مدد کے ایک ذریعہ کے طور پر دیکھا»۔[65]

دریں اثناء ، بیجنگ کے نقطہ نظر سے،» یورپی یونین(EU) تک پاکستان کی GSP+رسائی» کی وجہ سے SEZs کے ذریعے پاکستان تک رسائی کا چینی سرمایہ کاروں کو دوبارہ برآمد کرنے کی اجازت دینے کے حوالے سے ثانوی فائدہ ہوگا۔[66] اس کے علاوہ SEZs میں سرمایہ کاری سے چین پاکستان میں سستی مزدوری کے اخراجات سے فائدہ اٹھا سکے گا اور اپنی کچھ «زوال پزیر صنعتوں « کو پاکستان میں منتقل کر سکے گا کیونکہ چین میں اس کی اپنی صنعتوں نے ویلیو چین کو آگے بڑھایا ہوا ہے۔ (اگرچہ اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ پاکستان ان چینی فرموں کی منتقلی کے لئے واحد ممکنہ امیدوار نہیں تھا)۔[67]

2016 کے جے سی سی اجلاس میں(مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں) پاکستان اور چین نے 9 نئے SEZs پر اتفاق کیا۔[68] پورے پاکستان کا سی پیک کے بیانیہ کےعزم کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ SEZs ابتدائی طور پر 2012 میں پہلی بار اپنائے گئے منصوبے کے مقابلے میں ملک بھر میں وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے تھے۔[69] وفاقی حکومت نے «چاروں صوبوں میں صنعتی پارکس» کی تجویز پیش کی جس میں نواز شریف کے آبائی صوبے پنجاب میں ایک SEZs، سندھ میں دو، بلوچستان میں ایک اور خیبر پختونخواہ میں ایک زون کی تجویز تھی۔ انہوں نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ SEZs دارالحکومت اسلام آباد (ایک) ، گلگت بلتستان (ایک) ، آزاد جموں و کشمیر (ایک) اور (سابقہ) وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ (ایک) میں بھی واقع ہوں۔[70] دسمبر 2016 کے جے سی سی اجلاس کی تفصیلات کے مطابق «خصوصی اقتصادی زونز کے مقامات کی ترجیحی فہرست پاکستانی فریق کی جانب سے فراہم کی گئی»۔[71] اگرچہ تفصیلات میں بتایا گیا ہے کہ «چین سے صنعتی زونز کے ماہرین 2017 کے اوائل میں پاکستان کا دورہ کریں گے تاکہ وہ پاکستان کو موزوں مقامات کے حوالہ سے مشورہ دیں» تاہم وہ چین نہیں بلکہ پاکستان تھا جسنے ان مخصوص مقامات کے لئے دباؤ ڈالا۔[72]

تاہم نومبر 2017 میں جے سی سی کے ساتویں اجلاس میں یہ اختلافات سامنے آئے کہ کن SEZs سائٹس کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ بیجنگ چاہتا تھا کہ (سندھ میں) ٹھٹھ (دھابیجی) سائٹ، (خیبر پختونخواہ میں) حطار سائٹ اور پنجاب میں M3فیصل آباد سائٹ کو ترجیح دی جائے جبکہ پاکستان نے (خیبر پختونخواہ میں) رشکئی سائٹ اور (پنجاب میں) شیخوپورہ زون کی پر زور وکالت کی۔ مؤخر الذکر کا انتخاب سیاسی وجوہات کی بناء پر کیا گیا کیونکہ یہ مسلم لیگ (ن) کے مرکز پنجاب سے ہے۔[73]

دریں اثنا ،چین کی ترجیحات فوری نتائج میں دلچسپی کی عکاسی کرتی ہیں ۔ جیسا کہ ایکسپریس ٹریبیون کے ایک صحافی حسن خاور نے بتایا کہ ایک عام غلط فہمی کے باوجود «چینیوں نے کبھی درخواست نہیں کی کہ پاکستان سی پیک کے تحت خصوصی صنعتی علاقہ فراہم کرے ، M3 اور حطار صنعتی علاقے ، جہاں پہلے ہی متعدد صنعتیں موجود ہیں کے حوالے سے ان کی ترجیح اس بات کی تصدیق کرتی ہے »۔[74] لہٰذا اس اجلاس میں SEZs کے مقام کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

ملازمتیں ، مرکزیت اور خان کے دور میں چین کی طاقت کی حدود

بالا آخر عمران خان نے جب (پاک فوج کے دباؤ کے تحت) سی پیک پر زور دیا تو انہوں نے اسے SEZs اور اپنے منصوبوں پر مرکوز کرنے کی کوشش کی کیونکہ یہ مقامی روزگار میں اضافہ اور مقامی کاروبار کو فروغ دینے کے حوالے سے ان کے مقبول عام ایجنڈے کے ساتھ مطابقت رکھتے تھے۔ اگرچہ مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں SEZs کو ہمیشہ دوسرے مرحلے کی ترجیح کے طور پر تصور کیا گیا تھا تاہم خان کی پی ٹی آئی نے انہیں» 10 ملین ملازمتیں اور لیبر مارکیٹ کو مظبوط بنانے « کے اپنے مشہوروعدے پورے کرنے کے ایک ذریعہ کے طور پر دیکھا۔[75] جیسا کہ خان نے 2020 میں کہا تھا کہ ان کی «حکومت کی دلچسپی یقینی طور پر مقامی لوگوں کو ان کی دہلیز پر ملازمت کے مواقع فراہم کرنا ہے»۔[76] اس مقصد نے SEZs کے اردگرد کے علاقوں کو «تبدیل » کرنے کے عزائم کو بھی شامل کیا جس سے مقامی باشندوں کو فائدہ پہنچنے کے امکانات تھے۔[77]

دسمبر 2018 میں جے سی سی کے آٹھویں اجلاس کے دوران جو کہ پی ٹی آئی کی اقتدار میں آنے کے بعد پہلا اجلاس تھا، بالا آخر چینی حکام نے قبول کیا کہ رشکئی ان تین SEZs میں شامل ہوگا جنہیں «اہم منصوبوں » کے طور پر ترجیح دی گئی ہے۔[78] جے سی سی کے چھٹے اجلاس میں فراہم کردہ فزیبلٹی رپورٹ کے مطابق رشکئی ، (سندھ میں)دھابیجی ، (خیبر پختونخواہ میں) حطار یا (پنجاب میں) فیصل آباد سے کم درجہ پر ہونے کے باوجود چینی حکام نے اس نتیجہ کو قبول کیا اور حالانکہ رشکئی میں موجود اقتصادی زون بھی تجزیہ کاروں کے مطابق ناکامی کی ایک کہانی بن چکا تھا۔[79] جیسا کہ سمال نے استدلال کیا کہ جے سی سی کے آٹھویں اجلاس کے دوران چینی شرکاء کی توجہ صرف اس امر پر تھی کہ «دوسرے بیلٹ اینڈ روڈ فورم کیلئے سی پیک کے متعلق قابل احترام عوامی بیانیہ موجود ہو»۔[80]

تاہم خان متعصب سیاسی وجوہات کی بناء پر پشاور سے 70 کلو میٹر دور واقع اس زون پر چینی توجہ مرکوز کرنے کیلئے پر عزم تھے۔[81] خیبر پختونخواہ میں پی ٹی آئی کی صوبائی حکومت اس SEZ کے حصول پر بہت زور دیا کیونکہ یہ وزیر اعلیٰ کے حلقہ میں واقع تھی۔

اگرچہ پاکستان نے اس اجلاس میں چین کی ترجیحی جگہوں دھابیجی اور فیصل آبادکو قبول کیا ، شیخوپورہ سے فیصل آباد یہ منتقلی پاکستان میں سیاسی تبدیلیوں کے سبب وقوع پزیر ہوئی ۔ پنجاب میں سیاسی اقتدار میں مسلم لیگ (ن) سے پی ٹی آئی کی تبدیلی کے بعد فزیبلٹی مطالعات نے شیخوپورہ کے SEZمیں «کچھ سنگین مسائل « کا انکشاف کیا۔[82] نئی آنے والی حکومت نے دیکھا کہ « اس علاقہ میں دو لاکھ سے زائد لوگ رہائش پزیر ہیں اور زیادہ تر زمینیں ذاتی ملکیت والی ہیں لہٰذا اسے SEZکے لئے مختص نہیں کیا جا سکتا ۔[83] اس طرح سائٹ میں یہ تبدیلی پنجاب کی صوبائی حکومت میں مسلم لیگ (ن) سے پی ٹی آئی میں اقتدار کی منتقلی کا نتیجہ تھی نہ کہ چینی ترجیحات میں تبدیلی کا شاخسانہ تھی۔ اہم ترجیحی SEZs کی مکمل فہرست کے لئے جدول 2 دیکھیں ۔

جدول 2
سی پیک کے ترجیحی خصوصی اقتصادی زونز

صوبہ /علاقہ	مقام	پیش رفت
پنجاب	M3صنعتی شہر (فیصل آباد)	سنگ بنیاد جنوری 2020 میں ہوئی
خیبر پختونخواہ	M1 پر رشکئی اقتصادی زون	ستمبر 2020 میں ترقیاتی معاہدے پر دستخط ہوئے۔
سندھ	دھابیجی خصوصی اقتصادی زون	ایک نئے ڈویلپر کی تلاش؛ سڑک اور گیس کنکشن کو حتمی شکل دی جا رہی ہے۔
بلوچستان	بوستان صنعتی زون	مارچ 2020 میں باضابطہ طور پر CPEC SEZ کا نام دیا گیا۔
گلگت بلتستان	موقپونڈاس SEZ (گلگت)	پوسٹ فزیبلٹی اسٹڈی اسٹیج؛ صوبائی حکومت SEZ کا انتظام کر رہی ہے۔
وفاقی حکومت	آئی سی ٹی ماڈل صنعتی زون (اسلام آباد)	زمین کو حتمی شکل دینے کا مرحلہ
وفاقی حکومت	کراچی کے قریب پورٹ قاسم میں پاکستان اسٹیل مل کی زمین پر صنعتی پارک کا قیام	فزیبلٹی اسٹڈی کی تشخیص کا مرحلہ
آزاد جموں و کشمیر	میر پور صنعتی زون	فزیبلٹی اسٹڈی جاری ہے۔
وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے (اب خیبر پختونخوہ میں ضم کر دیے گئے ہیں)	مہمند ماربل سٹی	فزیبلٹی اسٹڈی جاری ہے۔

ذریعہ : متعدد سرکاری پاکستانی حکومتی دستاویزات اور متعلقہ خبروں کے مضامین۔

2016 کی سی پیک کی ترجیحی فہرست میں شامل SEZs 9 میں سے تین: خیبر پختونخوہ میں رشکئی ، سندھ میں دھابیچی اور پنجاب میں فیصل آباد کو، 2018 کے جے سی سی اجلاس میں اعلیٰ ترجیحات کے طور پر قبول کیا گیا۔ یہ تینوں SEZs خان حکومت کی پسندیدہ ترجیحات تھیں۔ چین کی ترجیح حطار صنعتی پارک کو زیادہ قابل عمل اور مؤثر ہونے کے باوجود ترک کر

دیا گیا اور رشکئی منصوبہ جو کہ اقتصادی وجوہات کی بجائے سیاسی بنیادوں پر شامل کیا گیا تھا کو قبول کر لیا گیا۔[84] پاکستانی اندرونی سیاسی خدشات کی بناء پر اقتصادی طور پر ایک غیر مؤثر منصوبے کا ترجیحات میں شامل کیا جانا اس مشترکہ بیانیے کی نفی کی واضح مثال ہے جس کے مطابق چین عمومی طور پر مقامی مارکیٹ کی قوتوں کو مسخ کر رہا ہے۔

SEZsپر توجہ مرکوز کرنے کا بیانیہ اقتصادی تعاون ، پیشہ ورانہ تربیت اور روزگار کے مواقعوں کے متعلق تھا۔ تاہم SEZsاور ان کے قرب و جوار میں روزگار کے مواقعوں کی شرح کی متعلق کیے گئے دعووں کی آزادانہ تصدیق کرنا انتہائی مشکل ہے۔ مثال کے طور پر جنوری 2020 میں فیصل آباد انڈسٹریل ڈویلپمنٹ اینڈ منیجمنٹ کمپنی (صوبائی حکومت کا قائم کردہ ادارہ جو صنعتی علاقوں کی ترقی اور بہتری کا ذمہ دار ہے) نے دعوٰی کیا کہ فیصل آباد SEZs «چار سالوں میں چار لاکھ سے زیادہ ہنر مند کارکنوں کو سمو لے گا» اور SEZs کے اندر کام کرنے والوں کے لئے تربیتی مراکز بھی فراہم کرے گا۔[85] حکومت کی مالی اعانت سے چلنے والے سی پیک سنٹر برائے ایکسیلنس نے 2018 میں تخمینہ لگایا تھا کہ 2030 تک 1.2ملین ملازمتیں پیدا ہوں گی۔[86] اسی طرح کا بیانیہ چینی قونصل جنرل نے دسمبر 2020 میں دہرایا اور استدلال کیا کہ «سرمایہ کاری مقامی لوگوں کے لیے ترقی اور نوکریاں لائے گی اور شہری سہولیات بھی بہتر ہوں گی صنعت کاری سے مقامی لوگوں کی آمدن میں اضافہ ہوگا اور انہیں بہتر خدمات میسر ہوں گی»۔[87]

تاہم بہت سے ماہرین ان تخمینوں پر سوال اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ زہرہ بیگ نے تجزیہ کاروں میں وسیع پیمانے پر موجود نکتہ نظر کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا «اگر مقامی افراد ملازمت پر رکھے گئے ہیں تو وہ نچلے عہدوں پر ہیں اور انہیں اکثر تنخواہوں میں بڑے تضادات کا سامنا کرنا پڑتا ہے»۔[88] 2020 کے اواخر میں ایک صحافی خاور نے انٹرویو دیتے ہوئے اس رجحان کے پائے جانے کی توثیق کی اور کہا کہ « چینیوں کا مؤقف ہے کہ انہیں پاکستان میں ہائی ٹیک یا خصوصی لیبر میسر نہیں لہٰذا جہاں انہیں مقامی مزدور نہیں ملتے وہ چینیوں (مزدوروں) کو بلا لیتے ہیں» تاہم وہ پر امید تھے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بدل جائے گا۔[89] لاہور میں ایک اعلٰی سیاسی عہدیدار نے بھی اس بات سے اتفاق کیا کہ اگر کسی منصوبے کو جلد مکمل کرنے کی ضرورت ہو تو چینی لیبر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کا خیال تھا کہ کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ پاکستانی لیبر کی طرف منتقل ہو جائے گا۔[90] تاہم اپنے دعوٰی کی حمایت میں انہوں نے کوئی استدلال پیش نہیں کیا۔

اپنی طرف سے چین نے سی پیک سے وابستہ ملازمت کے مواقعوں کے متعلق دیرینہ خدشات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ شانشی ہواشاں کنسٹرکشن گروپ کمپنی جسے N-55ہائی وے پر دو اضافی لین کی تعمیر کا کام سونپا گیا تھا، کے مینجر نے کہا کہ ان کی کمپنی «مقامی طرز عمل (آپریشن موڈ) کی پابندی کرتی ہے (ان کی کمپنی) مقامی تکنیکی کارکنوں اور انتظامی امور سے متعلقہ لوگوں کی تربیت کیلئے کوشاں ہے»۔[91] چین نے واضح کر دیا ہے کہ وہ مقامی ملازمتوں کے مواقعوں (کی کمی) سے متعلقہ حساسیت سے آگاہ ہے ، لیکن یہ بہت کم واضح ہے کہ آیا وہ اس آگاہی کو عوامی بیانات سے بڑھ کر حقیقت کا روپ دھارنے کے لئے کوشاں ہے۔

عمران خان کی زیر قیادت سی پیک کے انتظامی امور سنبھالنے کی اہم خصوصیات میں سے ایک مرکزی سیاسی کنٹرول میں شدت ہے۔ یہ سی پیک کے بہت سے منصوبوں میں سست پیش رفت کے حوالے سے چین کے بڑھتے ہوئے خدشات کے ساتھ ساتھ پاکستان کی طاقتور فوج کی طرف سے سی پیک کے انتظامی امور میں اپنا کردار بڑھانے کی دیرینہ درخواستوں کا نتیجہ تھا۔ اگرچہ مسلم لیگ (ن) نے بھی اپنا مرکزی کنٹرول بڑھانے کی کوشش کی لیکن اس نے سویلین قیادت میں اختیارات کی مرکزیت پر زور دیا اور پاک فوج کا «سی پیک اتھارٹی جس میں فوجی شمولیت زیادہ سے زیادہ ہو» کا مطالبہ مسترد کر دیا۔ [92]

اگرچہ SEZs کے انتظامی امور کے لحاظ سے بورڈ آف انوسٹمینٹ ، SEZs ڈویلپرز اور زون انٹرپرائزز کے مابین تمام سرگرمیوں میں ہم آہنگی کے لئے ذمہ دار ہے» دیگر اداروں کے ساتھ «ڈویلپرز اور زون انٹر پرائزز تعامل کو آسان بنانے کے لئے تشکیل دیا گیا ہے۔ تاہم پاکستان کے صوبوں کے پاس اب بھی اہم اختیارات برقرار ہیں۔[93] اس میں چینی سرمایہ کاروں کی صوبائی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت شامل ہے جو زونز پر ترقیاتی کاموں کے لئے ذمہ دار ادارہ ہے۔

SEZs کو سہولت فراہم کرنے کے لئے سی پیک میں «ون ونڈو آپریشن « کی کمی کو بڑے پیمانے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے جیسا کہ ایک صنعت کار نے تینوں محققین کو بتایا کہ «ایک ایسی جگہ مختص ہونی چاہیے جہاں لوگ جاکر دستاویزات جمع کروا سکیں، اس کھڑکی کےپیچھے جو ہوتا ہے وہ حکومت کا مسئلہ ہے اور انہیں کام کی رفتار تیز کرنی چاہیے اور کام حاصل کرنے کے لئے محکموں کو جوڑنا چاہیے ورنہ موجودہ نظام آسانی پیدا کرنے کے لئے نہیں بنایا گیا ہے»۔ [94]

دسمبر 2018 میں جے سی سی کے آٹھویں اجلاس کے تناظر میں مؤثر پیش رفت کے فقدان کے متعلق ملکی اور چینی تنقیدوں کے جواب میں اب پاکستان کی وفاقی حکومت کم از کم عوامی سطح پر اس منصوبے کی سربراہی کر رہی ہے جزوی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ اب وفاقی حکومت SEZs کو سہولیات فراہم کر رہی ہے جبکہ یہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔[95] SEZ ایکٹ میں ایک بار پھر ترمیم کی باتیں ہو رہی ہیں جبکہ وزیراعظم کے خصوصی مشیر برائے تجارت نے دلیل دی کہ «ترقی کی رفتار میں سست روی، SEZs میں افادیت کی کمی، منظوری کے پیچیدہ طریقہ کار، مراعات کے حصول کا بوجھل طریقہ کار ، واضح پالیسی مقاصد کا فقدان ، ون ونڈو آپریشن کی عدم موجودگی اور دیگر « مسائل کو حل کرنے کے لئے تبدیلیاں اشد ضروری ہیں۔[96]

صلاحیت کے حقیقی مسائل ہونے کے باوجود چین کو اپنے خدشات دو طرفہ ملاقاتوں تک محدود رکھنے پڑے جس کی بنیادی وجہ سی پیک کی بی آر آئی میں «فلیگ شپ» منصوبہ کی حیثیت ہے۔ یہاں تک کہ اپنی زبردست مالیاتی قوت کے باوجود چین ترقی کو تیز کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تاہم سی پیک کے انفرادی منصوبوں کی نگرانی کے لئے جنوری 2021 میں پاکستان چین مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے قیام کی تجویز میں ممکنہ تبدیلی کی نوید دیتی ہے۔[97]

چین کو تین ترجیحی SEZs پر ترقی کے عمل میں سست روی پر تشویش ہے۔ فیصل آباد میں صرف سنگ بنیاد کی تقریب جنوری 2020 میں منعقد ہوئی ۔ اسی طرح ستمبر 2020 میں رشکئی کے لئے صرف ترقیاتی معاہدوں پر دستخط ہوئے تھے۔[98] جبکہ دھابیجی کو اکتوبر 2020 میں صرف «اصولی طور پر» منظور کیا گیا تھا۔[99]

کورونا وائرس(Covid-19) کی وبائی مرض کی وجہ سے در پیش خطرات سے پہلے نومبر 2019 میں سی پیک کے پراجیکٹ ڈائریکٹر حسن داؤد بٹ کا بیا ن ہے حد پر امید تھا کہ «ہم توقع کرتے ہیں کہ ایک سال میں (SEZپر) ترقیاتی کام مکمل ہو جائیں گے تاکہ چینی سرمایہ کار مینوفیکچرنگ یونٹ یہاں منتقل کرنا شروع کر سکیں»۔[100] سی پیک کی پارلیمانی کمیٹی جو پاکستانی پارلیمنٹ کو دونوں ایوانوں کے اراکین پر مشتمل ایک نگران ادارہ ہے ، کہ سربراہ نے زیادہ حقیقت پسندانہ مؤقف اختیار کیا اور کہا کہ «ہم اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ان کا افتتاح اس وقت کیا جائے جب وہ تیار ہوں» جس سے ان کا مطلب تھا کہ جب ان کے پاس سرمایہ کار ہوں۔[101] ایک صوبائی بیوروکریٹ نے اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہوئے کہا جب تک سرمایہ کاروں کی طرف سے دلچسپی نہ ہو کچھ نہیں ہوتا "اگر اس میں پیش رفت ہوتی ہےتو سب کچھ تیز ہو جاتا ہے»۔[102]

اس لیے چین کو پاکستان کے زمینی حقائق کے مطابق مطابقت اختیار کرنی پڑی ۔ چینی کمپنیوں کے لئے «مناسب کاروباری ماحول» کی غیر موجودگی اور «اعتماد کا خسارہ «مستقل تشویش کے اسباب رہیں ہیں۔[103] پنجاب حکومت کے ایک اہلکار کے

مطابق چینی کمپنیاں یہاں «لگاؤ اور چلاؤکی سہولیات کی تلاش میں آتی ہیں جب ہم انہیں یہ سہولیات نہیں فراہم کر سکتے تو وہ دوسرے ممالک کی طرف چلے جاتے ہیں» ۔[104] جیسا کہ کراچی میں چینی قونصل جنرل لی بیجیان نے فروری 2020 میں رائے دی کہ « ہم نجی سرمایہ کاری کو حکم نہیں دے سکتے ۔ ہاں ، ہم کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اس طرح قائل نہیں ہوں گے بلکہ منافع کی توقع اور خطرات سے تحفظ انہیں متحرک کرے گا۔ اس لئے ہم پاکستان کے متعلقہ حلقوں کے ساتھ خصوصی اقتصادی زونز (SEZs) میں چینی سرمایہ کاروں کے لئے مراعات کے پیکج پر کام کر رہیں ہیں»۔[105] یہ بیان 2020 میں ایک مغربی سفارت کار کے انٹرویو سے مطابقت رکھتا ہے جس نے سوال کیا تھا کہ چینی کمپنیاں یہ دیکھتے ہوئے کہ «صرف چینی کمپنیوں کو نہیں بلکہ تمام کمپنیوں کو ترجیحی شرح کی پیشکش کی جارہی ہے» کیونکر ، SEZs میں سرمایہ کاری کریں گی۔[106]

چینی اپنی زوال پذیر صنعتوں کے لئے «مناسب کاروباری ماحول» کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے اور بیجنگ دباؤ کے باوجود ابھی تک پاکستان کو اس امر پر قائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے کہ وہ سرمایہ کاری کو آسان بنانے کے لئے SEZs کے قانونی ڈھانچے کو تبدیل کرے۔[107] اگرچہ رشکئی SEZ میں ایک سٹیل یونٹ کی تعمیر کی بناء پر پیش رفت کی اطلاعات ہیں تاہم SEZ کے لئے سہولیات اور بنیادی ڈھانچے کی فراہمی میں اتنی تیزی سے پیش رفت نہیں ہوئی جتنی چینی حکام نے توقع کی تھی۔[108]

چین اب بھی سمجھتا ہے کہ SEZs میں چینی سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے انضباطی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ ایک اعلی چینی یونیورسٹی کے جریدے کے مضمون میں دلیل دی گئی کہ «چینی فرموں کو سرمایہ کاری کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تاخیر اور افسر شاہی کی جانب سے رکاوٹوں کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستانی حکومت کو چاہیے کہ وہ ملکیت کے حقوق کا مکمل تحفظ فراہم کرے اور SEZ سے حاصل ہونے والی برآمدات پر محصولات ختم کرنے کے لئے (اسے) چینی حکومت کے ساتھ بات چیت کرنی چاہیے» ۔[109]امکان ہے کہ جب تک چینی خدشات کو دور نہیں کیا جاتا ، چینی فرموں کی طرف سے SEZ میں سرمایہ کاری سست روی کا شکار رہے گی۔ حالانکہ ایسی کوئی بھی سرمایہ کاری کو ممکنہ طور پر SEZ کی کامیابی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

گوادر

SEZsپر سست پیش رفت کےبر عکس گوادر میں ایک مختلف ماڈل پار کام جاری ہے (تصویر 3 دیکھیں) ۔[110] چائنا اوور سیز پورٹس ہولڈنگ کمپنی کی جانب سے بندرگاہ کا انتظام سنبھالنے کے بعد، کمپنی نے « ایک فری تجارتی زون «بنانے اور چلانے کے لیے 650 ایکڑ سے زیادہ اراضی لیز پر حاصل کی «۔[111] SEZsکے برعکس ،فری تجارتی زون «ایک آزاد بندر گاہ کے طور پر ۔۔۔(جیسے) ہانگ کانگ کام کرتا ہے»۔ بندرگاہ کے منافع میں سے 91 فیصد چین کو حاصل ہوتا ہے ، جس کو وہ چالیس سال تک «تعمیر-چلانے اور منتقلی ماڈل[sic]کے تحت چلائے گا۔[112]

گوادر کے منصوبے جے سی سی کے اجلاسوں میں خاص طور پر مارچ 2015 میں جے سی سی کے چوتھے اجلاس میں نمایاں تھے۔ اس میٹنگ کے منٹس (نکات) کے بارے میں جو چیز حیران کن ہے وہ «گوادر ریجن کے سماجی شعبے کی ترقی « پر دباؤ ڈالنا ہے جیسے کہ «جے سی سی نے سماجی شعبے کے منصوبوں پر پیش رفت کو بھی سراہا»۔[113] دونوں فریق منصوبے کی کامیابی کو یقینی بنانے کے خواہاں تھے، اور سماجی شعبے کے بہت سے نمایاں منصوبوں کی شمولیت بلوچستان میں سی پیک کی عوامی تصویر (امیج) کے لیے اہم تھی، جو ایک پسماندہ صوبہ ہے اور جس میں متعدد باغی گروپ ہیں۔ جیسا کہ سمال نے نوٹ کیا کہ چینی کارکنوں پر گوادر میں پہلے بھی حملے کیے گئے تھے خاص طور پر 2004اور 2007 میں۔[114]

فوٹو 3

چین نے گوادر کی بندرگاہ کو تجارت کے لیے ایک علاقائی مرکز میں تبدیل کرنے میں مدد کے لیے پاکستان کی دیرینہ درخواستوں کو پورا کرنے کے لیے اربوں کی سرمایہ کاری کی ہے۔(عامر قریشی / اے ایف پی بذریعہ گیٹی امیجز)

اکتوبر 2019 میں ، خان کے دورہ چین سےکچھ دیر پہلے ، گوادر میں سرمایہ کاروں کو انکم ٹیکس ، سیلز ٹیکس ، اور وفاقی ایکسائز ڈیوٹیز سمیت ٹیکسوں میں فراخدلانہ چھوٹ دی گئی۔[115] اگرچہ پاکستانی حکومت کی جانب سے ان استثنٰی کی رعایت نے چین کے دیرینہ مطالبات کو پورا کیا ، لیکن اس کے ساتھ اس نے پاکستان نیوی کے لیے کے لیے بندرگاہ کی اسٹریٹیجک (تزویراتی) اہمیت کو بھی ظاہر کیا۔[116] یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کہ یہ چھوٹ دینے کا فیصلہ ڈویلپمنٹ کونسل نے کیا تھا ، جس کی سربراہی وزیراعظم کرتے ہیں لیکن اس میں اہم طور پر چیف آف آرمی سٹاف بھی شامل ہیں ، جو پاکستان میں طاقت کے بدلے ہوئے توازن کی عکاسی کرتا ہے۔[117]

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ان چھوٹ کی منظوری SEZs میں سرمایہ کاروں کے لیے انکم ٹیکس کی ادائیگی پر رعایت کی کمی کے بالکل برعکس تھی، جو کہ چین کے خدشات میں سے ایک ہے۔[118] SEZs کے حال ہی میں چائنا اوورسیز پور ٹ ہولڈنگ کمپنی کے سربراہ ژانگ باؤزونگ نے دعویٰ کیا ہے کہ «43 چینی کمپنیاں سرمایہ کاری کرنے جا رہی ہیں جبکہ اس مقصد کے لیے مزید 200 فرموں کو رجسٹرکیا گیا ہے»۔[119] تاہم یہ دیکھنا باقی ہے کہ دلچسپی کے ان اظہارات سے حقیقت میں کتنی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔

گوادر بندرگاہ کی ترقی میں چین کا ایک اسٹریٹیجک مقصد بھی داؤ پر لگا ہوا ہے ، اور گوادر میں منصوبوں کے لیے زیادہ تر فنڈنگ «گرانٹس اور بلا سود قرضوں کی صورت میں آتی ہے»۔[120] تاہم ، یہ حیران کن بات ہے کہ ، SEZsکے برعکس ، سی پیک کے ابتدائی پیداواری کےمرحلے میں گوادر کے متعدد منصوبوں کو صوبے اور آس پاس کے علاقوں میں مقامی کمیونٹیز (برادریوں) کو خوش کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔[121] ان میں پاک چین دوستی ہسپتال ، پاک -چین ٹیکنیکل اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ ، گوادر ذریعہ معاش منصوبہ اور گوادر یونیورسٹی کا قیام شامل ہیں۔ دیگر منصوبے جیسے کہ ڈی سیلینیشن (پانی صاف کرنا) سے بھی علاقے کو فوری فائدہ ہوتا ہے۔

گوادر ذریعہ معاش منصوبہ (گوادر لائیولی ہوڈ) خاص اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس میں بندرگاہ کی نگرانی کرنے والے چینی ہولڈنگ کمپنی «سماجی شعبے کی ترقی کے لیے مؤثر اقدامات » اور «مقامی آبادی کی روزی روٹی کے تحفظ اور فروغ کے لیے ماہی گیری، کشتی بنانے اور دیکھ بھال کی خدمات کی ترقی میں شامل تھی»۔[122] اسکالر فریڈرک گریر نے 2018 میں قلم بند

کرتے ہوئے تجویز کیا کہ یہ اقدامات مقامی آبادی کو مطمئن کرنے اور پروجیکٹ کے سیکورٹی چیلنجز کو کم کرنے کے لیے بنائے گئے تھے۔ گرے نے لکھا، «دلچسپ بات یہ ہے کہ چینی حکام اس مسئلے کو اپنے پاکستانی ہم منصبوں سے بہتر سمجھتے ہیں: انہوں نے ایک اسکول بنایا، ڈاکٹر بھیجے اور ایک ہسپتال ، ایک کالج بنانے کے لئے اور شہر کو پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے مختلف منصوبوں کے انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لیے 500 ملین ڈالر کا وعدہ کیا۔[123]

پھر بھی، پی ٹی آئی حکومت کے سماجی و اقتصادی ترقی کے عزم کے باوجود، مقامی باشندوں کے دل جیتنے کے لیے بنائے گئے ان منصوبوں میں سے بہت سے 2018 اور 2019 کے پی ایس ڈی پی سے ہٹا دیا گیا۔ نومبر 2019 میں ، گوادر ذریعہ معاش منصوبہ اور گوادر یونیورسٹی ڈویلپمنٹ دونوں کو سی پیک کی ویب سائٹ پر گوادر منصوبوں کے صفحات سے ہٹا دیا گیا تھا۔[124] سی پیک کی ویب سائٹ سے ذریعہ معاش منصوبہ ہٹانے سے پہلے ہی ، مقامی ماہی گیروں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا کہ ان کی معیشت سی پیک سے بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور یہ کہ پاکستانی حکومت نے ان سے کیے گئے اپنے ترقیاتی وعدے پورے نہیں کیے۔[125] پاکستانی حکام کے اس وعدے «سی پیک منصوبوں اور تعلیمی اسکیموں کو ختم نہیں کیا جائے گا» کے باوجود سی پیک کے کم از کم چار منصوبے اور گوادر کی ایک درجن سکیمیں پی ایس ڈی پی سے خارج کر دی گئیں۔[126] اگرچہ کفایت شعاری کے حالات جزوی طور پر ان منصوبوں کو ختم کرنے کے فیصلے کی وضاحت کرتے ہیں، اس کے ساتھ خان کی سی پیک کے بارے میں تشویش بھی اس وضاحت کا حصہ ہے۔ سب سے بڑے علاقائی رقبے کے ساتھ پاکستانی صوبہ ہونے کے باوجود، اس کی چھوٹی آبادی (ملک کے کل کا 6 فیصد) کا مطلب یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے پاکستانی حکومتیں بلوچستان میں سرمایہ کاری کرنے میں ناکام رہیں ہیں کیونکہ اس کی قومی اسمبلی میں کسی بھی دوسرے صوبے کے مقابلے میں کم نشستیں ہیں۔[127]

ماہی گیری کا شعبہ اپنی تجارتی صلاحیت کی وجہ سے گوادر کی ترقی کاایک اہم حصہ ہے۔ بندرگاہ کی ماہی گیر برادری کئی سالوں سے سی پیک منصوبوں جیسے ایسٹ بے ایکسپریس وے کی تعمیر کی وجہ سے اپنے روایتی ماہی گیری کے میدانوں سے بے گھر ہونے کے بارے میں خدشات کا اظہار کر رہی ہے۔[128] تاہم حال ہی میں ، سی پیک سے متعلق پیش رفت کے نتیجے میں ان کی پوری روزی روٹی خطرے میں پڑ گئی ہے۔

اکتوبر 2020 میں ، سندھ اور بلوچستان میں پاکستانی ماہی گیروں نے چینی ٹرالوں ،جو سندھ اور پنجاب کے خصوصی اقتصادی زونز میں مچھلیاں پکڑیں گے، کی آمد کے خلاف احتجاج کیا ۔ ایک خبر کے مطابق «گوادر فشرمین الائنس کےصدر نے (دلیل دی) کہ چینی بحری جہاز مقامی ماہی گیروں کو بری طرح نقصان پہنچائیں گے۔۔سمندر میں ماہی گیری 2۔5 ملین سے زیادہ لوگوں کی روزی روٹی کا ذریعہ ہے۔۔ اور نئے ٹرالر ہمیں ہماری روزی روٹی سے محروم کر دیں گے»۔[129] مقامی لوگ مچھلیوں کے ذخیرے ختم ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ جیسا کہ ایک رپورٹر معظم خان، جو کہ ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ کےپاکستان کے پاکستانی سمندری ماہی گیری کے ایک مشیر ہیں، نے قلم بند کیا کہ «چینی ماہی گیر پاکستان کے پانیوں میں مچھلی کے شوقین ہیں کیونکہ وہ پکڑی جانے والی مچھلیاں واپس اپنے ملک میں ڈیوٹی فری بیچ سکتے ہیں»۔[130]

گوادر میں ماہی گیری کے مستقبل پر تشویش کی اس تازہ ترین لہر کا جواب دیتے ہوئے، چینی قونصل جنرل نے جواب دیا کہ چین مقامی ماہی گیروں کی ماہی گیری کی صلاحیت میں اضافہ کرنے میں مدد کرنے کے لئے ان کو «انجن ، سولر پینلز اور ماہی گیری کے جالوں کی شکل میں مدد فراہم کر رہا ہے»۔[131] چینی حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے کہ وہ «(پاکستانی) وفاقی اور صوبائی حکومت کی مدد حاصل کریں تاکہ وہ مستقبل میں اپنی ماہی گیری کی صلاحیت کو بڑھا سکیں۔[132] مؤخر الذکر کو پروسسنگ فیکٹریوں اور اسٹوریج پلانٹس کے قیام کی پیشگی شرط کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو پاکستانی سمندری غذا

کو برآمد کرنے کا قابل بنائے۔ گوادر فری ٹریڈ زون میں «فشری پروسسنگ سینٹر » شامل ہے۔[133] تاہم، جب 2013 کی ورلڈ بینک کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ سمند ر کے قریب پروسسنگ کی سہولیات کی فوری ضرورت ہے، تو یہ تازہ ترین پیش رفت بتاتی ہے کہ اس سے مقامی پاکستانی ماہی گیری برادری کو فائدہ نہیں ہوگا۔[134]

مجموعی طور پر ، یہ واضح ہے کہ چین گوادر میں شاید موجودہ پی ٹی آئی حکومت سے زیادہ مقامی آبادی کے تحفظات کا جواب دینے کا خواہاں ہے ۔ چین اس منصوبے کو در پیش سیکورٹی چیلنجز کو کم کرنے میں واضح دلچسپی رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں ، چینیوں کو کم از کم اس وجہ سے کہ صوبے کی معاشی محرومی اور پسماندگی کی طویل تاریخ ہے، ایک مشکل جدوجہد کا سامنا ہے۔ اس کے ساتھ، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صوبے کی مہارت کی ترقی کی کم سطح کو دیکھتے ہوئے کیا مقامی کمیونٹیز زیادہ صنعتی معیشت سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہیں۔[135]

حال ہی میں، ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے منصوبے جس کا مقصد «مختلف علاقوں میں ہنر مند افرادی قوت پیدا کرنا ہے تاکہ مقامی آبادی سی پیک سے منسلک مواقعوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں»، کے مکمل کرنے پر پیش رفت ہوئی ہے۔[136] مقامی لوگوں کو یہ خدشات ہوں گے کہ پاکستان کےدوسرے صوبوں سے لوگ ان مواقعوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور ضروری نہیں کہ فری تجارتی زون اور ماہی گیری کے پروسسنگ سینٹر کی ترقی کے ساتھ گوادر اور آس پاس کے مقامی علاقوں کو فوائد حاصل ہوں ۔ اس کے علاوہ، مقامی کمیونٹیز کی خریداری کو محفوظ بنانے اور سیکورٹی بڑھانے کی ضرورت کے درمیان تناؤ برقرار رہنے کا امکان ہے، جیسا کہ دسمبر 2020 میں کچھ میڈیا اکاؤنٹس کے مطابق مبینہ طور پر چینی کرداروں کے کہنے پر گوادر کے کچھ حصوں پر باڑ لگائی گئی۔[137]

کلیدی اقدامات

اگرچہ طاقت کے لحاظ سے چین اور پاکستان میں بہت زیادہ عدم توازن ہے ، لیکن گزشتہ چھ سالوں جس طرح سی پیک نے ترقی کی ہے ، اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان اپنی ترقی کو سمت دینے میں کامیاب رہا ہے۔ اگرچہ چین کو اپنی بند ہوتی ہوئی صنعتوں کو منتقل کرنے کےہدف کے لیے پاکستان میں 2010 کی دہائی میں بجلی کی مسلسل بندش کو ٹھیک کرنے کی ضرورت تھی لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ کوئلے سے توانائی حاصل کرنے کا منصوبہ شریف اور مسلم لیگ (ن) کی دوبارہ منتخب ہونے کی مہم میں مدد دینے کے لیے توانائی کے منصوبوں کے لیے ترجیحات کے مطابق تھی۔ اسی طرح ، اگرچہ چین کو فوری نتیجہ چاہیے تھا لیکن سی پیک کے مشرقی روٹ کی بحالی پر توجہ مرکوز کرنے کا فیصلہ بھی پاکستان کے متعصب سیاسی تحفظات کے نتیجے سے ممکن ہوئی۔

پی ٹی آئی حکومت کے دوران بھی راہداری کو سیاسی فائدے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا جیسا کہ متعصب سیاسی وجوہات کی بنا پر ایک مخصوص SEZ کی ترقی جو کہ دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں کم قابل عمل تھا۔ SEZs کی تشکیل ایک قابل تعریف عمل ہے لیکن اس کی ترقی بیوروکریٹک پیچیدگیوں میں پھنسی ہوئی ہے اور کورونا وائرس کی وبا اور دیگر چیلنجوں کے درمیان اس کی پیش رفت انتہائی سست رہی ہے۔

سی پیک کو پاکستانی عوام کی مقامی ترقی، روزگار کے مواقعوں اور تمام صوبوں کی شمولیت کو یقینی بنانے کے طریقے کے طور پر دیا گیا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حکومت کے پاس مرکزی طاقت ہے اور ابھی تک نئے ہنر مند افراد پیدا کرنے کے

بہت کم ثبوت ہیں۔ اگرچہ بلوچستان (پاکستان کا غریب ترین صوبہ) جیسے علاقوں میں مقامی ملازمتوں اور تربیت کے مواقع کے بارے میں کافی باتیں کی جاتی ہیں مگر حقیقت میں علاقے کی ترقی کی بجائے مقامی لوگوں بشمول ماہی گیر برادری(لیکن ان تک محدود نہیں ہے) کو مزید بیگانگی کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

مرکزی فیصلہ سازی کا سب سے نمایاں مظہر اکتوبر 2019 میں صدارتی آرڈیننس کے ذریعے سی پیک اتھارٹی کا قیام تھا تا کہ «سی پیک منصوبوں کی بروقت تکمیل کو یقینی بنایا جاسکے ۔۔۔ (اور) متعلقہ محکموں کے درمیان ہم آہنگی کو یقینی بنانے میں مدد ملے»[138]۔ پی پی پی کے ایک سینئر سیاستدان کو خدشہ ہے کہ ایک ریٹائرڈ فوجی جنرل کی سربراہی میں اتھارٹی کو صوبوں سے الگ کر دیا جائے گا اور اس کے مقابلے میں یہ زیادہ «(وزیر اعظم) اور اتھارٹی کے درمیان معاملہ ہو گا۔[139]

سی پیک اتھارٹی ایکٹ ، جو کہ فروری 2021 میں قومی اسمبلی سے منظور ہوا لیکن جو ابھی تک ایوان بالا سے منظور ہونے کا منتظر ہے، بتاتا ہے کہ سی پیک اتھارٹی «وزیر اعظم کو رپورٹ کرے گی» اور «تمام متعلقہ سرگرمیوں کی منصوبہ بندی، سہولت کاری، ہم آہنگی، نفاذ، نگرانی اور سہولت کاری کے لیے ذمہ دار ہو گی» ۔[140] یہ بل یہ بھی بتاتا ہے کہ سی پیک اتھارٹی JCC اور مشترکہ ورکنگ گروپس کے اجلاس منعقد کرنے کی مجاز ہوگی اور سی پیک سے متعلق «صوبوں کے درمیان اور وزارتوں کے درمیان رابطے « کی ذمہ دار ہوگی۔ بل کے متن کے مطابق ، پاکستان کی طرف سے JCCوزیر برائے منصوبہ بندی کے ساتھ مشترکہ صدارت کرے گی لیکن سی پیک اتھارٹی چین کی متعلقہ وزارتوں کے ساتھ مناسب غور و خوض اور مشاورت کے بعد "قومی اور اصلاحاتی کمیشن» کے ساتھ (براہ راست) مداخلت کر سکے گی۔[141]

اگرچہ چین اس مرکزیت سے خوش ہوا ہے [142]لیکن بیجنگ نے اب بھی سی پیک پر ایک نئی پاک چین مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کی تجویز دے کر «مؤثر نگرانی « کو بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ یہ ادارہ جے سی سی کی جگہ نہیں لے گا لیکن مبینہ طور پر «سی پیک کی روزانہ کی نگرانی « کے لیے ذمہ دار ہوگا۔[143]

سیکھےگئے اسباق

اہم مقامی قوتوں جنھوں نے پاکستانی ایجنسی اور سی پیک پر فیصلہ سازی کو تشکیل دیا ، کا جائزہ اس بات کے لئے اہم سبق پیش کرتی ہیں کہ سی پیک منصوبے چینی اداروں اور بی آر آئی کے حصہ دار باقی ممالک کے درمیان بات چیت کے لئے آج تک کیسے سامنے آئے ہیں۔

پاکستان کے لیے سبق

شفافیت میں اضافہ۔ بی آر آئی کے منصوبے اپنی شفافیت کے لیے جانے جاتے ہیں، اور سی پیک بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ انٹرنیشل کرائسز گروپ نے 2018 میں ذکر کیا ، «سی پیک کے اقتصادی وعدے اور اثرات کا تجزیہ۔۔۔ رکاوٹ اس کی تشکیل اور رول آوٹ کی دھندلاہٹ کی وجہ سے ہے» ۔[144] یہ تجزیہ 2021 میں بھی درست ہے۔ سی پیک کے منصوبوں کی پیش رفت کے بارے میں قانونی اور علمی تحقیقات کو اکثر سیاسی، فوجی اور بیوروکریٹک قوتوں کے طرف سے سازشی نظریات کے فروغ کے الزامات کے سامنا کرنا پڑتا ہے۔[145] سی پیک کے پاس پاکستان کی اقتصادی ترقی اور انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کی صلاحیت موجود ہے ، لیکن بہت سارے منصوبوں کے بارے میں رازداری کا مطلب یہی ہے کہ ان منصوبوں کے بارے میں کوئی مستند سفارشات دینا بہت مشکل ہے۔

وسیع مشاورت۔ ان سرمایاکاریوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے ، یہ ضروری ہے کہ قومی اور صوبائی ترجیحات کو وسیع تر مشاورتی عمل کے ذریعے آگاہ کیا جائے۔ اکثر اوقات ، سی پیک کے بارے میں فیصلے خفیہ طور پر کیے گئے ہیں، صرف ان لوگوں کی وجہ سے جو اس عمل کا حصہ نہیں ہیں۔ وسیع تر مشاورت کے فقدان کا نتیجہ بھی ایسے فیصلوں کی صورت میں نکلتا ہے جن سے پورے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ، ابھی تک مخصوص صنعتوں کے لیے کوئی خاص مراعات نہیں دی گئی ہیں جن سے پاکستان کو فائدہ پہنچنے ، نہ ہی مقامی ملازمتوں کے کوٹے یا تربیت کی فراہمی سے وابستہ کوئی مراعات ہیں۔

مقامی خریداری کا حصول۔ بی آر آئی منصوبوں کے لئے حکومتوں (وفاقی اور صوبائی) ، کاروباری اداروں اور مقامی کمیونٹیز سمیت متعدد اسٹیک ہولڈرزسے حمایت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ سی پیک ، بلوچستان کے لیے خاص طور پر اہم ہے ، جہاں یہ دیرینہ شکایات موجود ہیں ، لیکن دوسرے صوبوں میں مقامی لوگوں پر فتح حاصل کرنا بھی اہم ہے۔[146] اگرچہ اس طرح کی مشاورت منصوبے پر عمل درآمد کو سست کر سکتے ہیں ، لیکن ایسا کرنے کے نتیجے میں ایسے فیصلوں کا امکان ہے جنھیں مقامی کمیونٹیز زیادہ آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ جب سی پیک اتھارٹی کے سربراہ کا تقرر کیا گیا تو انھوں نے عوامی طور پر وزرائے اعلیٰ سے رابطے کیے تھے، لیکن اس طرح کی مشاورت جاری رہنے کی ضرورت ہے اور اس کو عوامی اشاروں کنائیوں سے آگے بڑھنا چاہیے۔

بی آر آئی کے تمام حصہ داروں کے لیے اسباق

قومی اور صوبائی ترجیحات کی واضح نشاندہی کریں۔ یہ ناقابل تردید ہے کہ ممالک بی آر آئی سرمایہ کاری سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پاکستان ، اپنی کمزور بین الاقو امی پوزیشن اور کمزور معیشت کے باوجود ، چین کے ساتھ معاملات میں ایجنسی کو ساتھ رکھتا ہے، حالانکہ پاکستان بیجنگ کے لیے اعلیٰ خارجہ پالیسی کی ترجیح نہیں ہے۔

تمام بی آر آئی وصول کنندگان کے لیے اسباق

قومی اور صوبائی ترجیحات کی واضح نشاندہی کریں۔ یہ ناقابل تردید ہے کہ ممالک بی آر آئی سرمایہ کاری سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پاکستان ، اپنی کمزور بین الاقو امی پوزیشن اور کمزور معیشت کے باوجود، چین کے ساتھ معاملات میں ایجنسی کو شامل رکھتا ہے، حالانکہ پاکستان بیجنگ کے لیے اعلیٰ خارجہ پالیسی کو ترجیح نہیں ہے۔[147] پاکستان کا تجربہ واضح کرتا ہے کہ جب ممالک بیجنگ کے ساتھ ڈیل کرتے ہیں تو ترجیحات کے واضح سیٹ کی نشاندہی کی جاتی ہے اور ان کے لیے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسے استعمال کرنا ہوتا ہے۔ پاکستان کا تجربہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ سست آغاز کے باوجود ، بی آر آئی سرمایہ کاری سے ملکی سیاسی فوائد حاصل کرنا ممکن ہے (حالانکہ یہ ممکنہ قرضوں کے جال کے خطرات کو کم کرنے کے لیے نہیں لیا جانا چاہیے۔) پاکستان کا تجربہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ ایسے شعبے ہیں جہاں بی آر آئی وصول کنندگان کے لیے بات چیت کرنا زیادہ مشکل ہے ، جیسے کہ پاکستان کی کمزور ایف ڈی آئی پوزیشن کے پیش نظر، خود مختار پاور پروڈیوسرز کے ساتھ طے شدہ شرائط پر ۔

منصوبوں کی مالی اور سماجی پائیداری پر غور کریں۔ وصول کنندہ کو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے میکانزم بنانے کی ضرورت ہے کہ ٹیکنالوجی کی منتقلی اور بی آر آئی منصوبوں کی ترقی لازم و ملزوم ہیں۔ دوسری صورت میں یہ اہم مسائل بیک برنر پر ختم ہو سکتے ہیں۔ سی پیک کے بہت سے منصوبوں میں پاکستان میں تربیتی سہولیات کی تعمیر شامل ہے، لیکن ان سہولیات کی تعمیر کی ٹائم لائن اکثر اوقات طے شدہ وقت سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔

مصنفین کے بارے میں

کیتھرین ایڈنی شعبہ سیاست کی پروفیسر ہیں اور برطانیہ کی یونیورسٹی آف ناٹنگھم کے ایشیاء ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ڈائریکٹر ہیں۔ ان کی تحقیقی رجحانات میں جنوبی ایشیا میں انتخابات اور جمہوریت ، نسلی تنازعات کے قوانین اور ضابطہ کار اور وفاقی ریاستوں کی سیاست شامل ہیں۔ وہ پاکستان میں فورم آف فیڈریشنز پروگرام کی لیڈ کنسلٹنٹ تھیں۔ وہ «ہندوستان اور پاکستان میں وفاقیت اور نسلی تنازعات کے ضابطہ کار « نامی کتاب کی مصنفہ ہیں اور ان کی تحقیق ڈیموکریٹائزیشن، براؤن جرنل آف ورلڈ افیئرز ، ایشین سروے، ریپریزنٹیشن ، پیلیئس ، کامن ویلتھ اور تقابلی سیاست اور ایتھنو پولیٹکس میں شائع ہوئی ہیں۔

فلیپو بونی برطانیہ کی اوپن یونیورسٹی میں سیاست اور بین الاقوامی علوم کے لیکچرار ہیں اور یورپین ریسرچ کونسل کے فنڈڈ منصوبے REDEFINE میں ریسرچ فیلو ہیں جو کہ چین کے عروج اور عالمی ترقی پر اس کے مضمرات کو دیکھ رہیں ہیں۔ وہ جنوبی ایشیا اور یورپ میں چینی سرمایہ کاری کی سیاست کے ساتھ ساتھ جنوبی ایشیا کے بین الاقوامی تعلقات ، خاص طور پر پاکستان اور چین کے درمیاں دو طرفہ تعلقات اور بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹو میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ چین -پاکستان تعلقات : سیاست، فوج اور علاقائی ڈائنامکس نامی کتاب کے مصنف ہیں اور ان کی تحقیق ایشین سروے، کامن ویلتھ اور تقابلی سیاست اور ایشیا پالیسی میں شائع ہوئی ہے۔

اعترافات

مصنفین Evan Feigenbaum, Nonna Gorilovskaya, Liming Lin اور Ryan DeVriesکا شروع کے مسؤدے پر اپنے تاثرات دینے اور ادارتی مدد کرنے کے لیے شکریہ ادا کرنا چاہیں گے۔ وہ خاص طور پر پاکستان میں کافی لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنھوں نے گزشتہ چھ سالوں کے دوران اس مقالے میں زیر بحث ڈائنامکس کے بارے میں رائے دینے کے لئے اپنا وقت دیا۔ مصنفین میں سے ایک (کیتھرین ایڈنی) مریم گیلانی ، محمد شکیل احمد، اور قیصر نواب جنھوں نے لاہور اور اسلام آباد میں انٹرویوز تک رسائی کی سہولت فراہم کی، میزبانی کے لیے لاہور یونیورسٹی برائے منیجمنٹ سائنسز ، برٹش کونسل کی جانب سے عالمی اشتراک کی گرانٹ اور فروری -مارچ 2020 میں تحقیقی دورے کی مالی معاونت کے لیے ایچ ای سی پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیں گی۔

نوٹ

1 Madiha Afzal, "At All Costs: How Pakistan and China Control the Narrative on the China-Pakistan Economic Corridor," Brookings Institution, June 2020, https://www.brookings.edu/research/at-all-costs-how-pakistan-and-china-control-the-narrative-on-the-china-pakistan-economic-corridor.

2 بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹو چین اور باقی دنیا، خاص طور پر یورپ، جنوب مشرقی ایشیا، جنوبی ایشیا اور افریقہ کے درمیان تجارت کو آسان بنانے کے لیے سڑکوں اور سمندری رابطوں کی ایک سلسلے پر مشتمل ہے۔

3 Yi Wang, "An Ironclad Friendship Growing Stronger in the New Era," *Express Tribune, March 2, 2021,* https://tribune.com.pk/story/2286953/an-ironclad-friendship-growing-stronger-in-the-new-era.

4 "China, Russia Stress Non-interference in Countries' Internal Affairs," Xinhua News Agency, February 4, 2021, http://www.xinhuanet.com/english/202104/02-/c_139721958.htm.

5 Sherry Rehman, "The First Interim Report (July 2018-June 2019)" Pakistani Senate Special Committee on the Project of China-Pakistan Economic Corridor, 2019, http://senate.gov.pk/uploads/documents/1567600264_202.pdf.

6 یہ تجزیہ 2015 اور 2020 کے درمیان پاکستان میں ذاتی طور پر کیے گئے انٹرویوز کے ذریعے مرتب کیا گیا ہے ، جس میں دسمبر 2020 اور جنوری 2021 میں ریموٹ فالو اپ انٹرویوز بھی شامل ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چھ سالوں میں منعقد کیے گئے انٹرویوز نے مصنفین کو سی پیک کے فریم ورک کے اندر مختلف منصوبوں کے ارتقاء کا سراغ لگانے کے قابل بنایا ہے۔انٹرویو کے مواد کو دیگر اہم بنیادی ذرائع کے ساتھ جوڑ کربنایا گیا ہے، جیسے کہ اس مقالے میں کیے گئے دعووں کی تصدیق کے لیے جے سی سی میٹنگز اور پی ایس ڈی پی کی مختص رقم۔

7 Pakistani Ministry of Planning, Development and Reform and China's National Development and Reform Commission, "Long Term Plan for China-Pakistan Economic Corridor (20172030-)," November 21, 2017, http://www.cpec.gov.pk/brain/public/uploads/documents/CPEC-LTP.pdf.

8 See article 5 in the following Pakistani law. "The Special Economic Zones Act, 2012: Act No. XX of 2012: An Act to Provide for Setting Up and Operation of Special Economic Zones in Pakistan. Act No. XX of 2012, as amended up to 24th October 2016," Pakistani National Assembly, October 24, 2016, https://www.ilo.org/dyn/natlex/docs/ELECTRONIC/92177128186//F646770790/PAK92177202016%.pdf.

9 Author interview with Aman Ullah, joint chief economist at the Planning and Development Board (Lahore), February 2020.

10 Arif Rafiq, "CPEC: A Paucity of Planning by Pakistan," Global Village Space, April 12, 2018, https://www.globalvillagespace.com/cpec-a-paucity-of-planning-by-pakistan/.

11 Ibid.

12 "Game Changer: All Provinces Will Reap Benefits of CPEC, Says PM," *Express Tribune, January 11, 2016,* https://tribune.com.pk/story/1026007/game-changer-all-provinces-will-reap-benefits-of-cpec-says-pm.

13 Filippo Boni and Katharine Adeney, "The Impact of the China-Pakistan Economic Corridor on Pakistan's Federal System: The Politics of the CPEC," *Asian Survey 60, no.3* (*June 2020*): *441–465,* https://doi.org/10.1525/as.2020.60.3.441.

14 "Composition," National Assembly of Pakistan, http://www.na.gov.pk/en/composition.php.

15 Author interview with a bureaucrat in the Planning and Development Commission, Islamabad, February 2015.

16 تحریر کے وقت یہ واضح نہیں ہے کہ پاکستان کی نئی سی پیک اتھارٹی یا نئی پاکستان چین مشترکہ پارلیمانی پینل اس فریم ورک کے اندر باضابطہ طور پر کہاں سیٹ ہوگا۔

See "Institutional Framework of CPEC," Pakistani Ministry of Planning, Development, and Special Initiatives, http://www.cpec.gov.pk/institutional-framework/5 .

17 Governments of Pakistan and China, "Minutes of the 2nd Joint Cooperation Committee Meeting on China-Pakistan Economic Corridor Planning. Held on 19th February 2014 in Beijing China," in *CPEC*: *A New Political, Economic and Strategic Game, Saleem Safi* (*ed.*) (*Lahore*: *Sagar Publishers, 2014*), *59.*

18 Ibid, 59.

19 Pakistan Muslim League (Nawaz), "National Agenda for Real Change: Manifesto 2013," https://pmo.gov.pk/documents/manifesto.pdf, 22.

20 Author interview with Aman Ullah, joint chief economist at the Planning and Development Board (Lahore), February 2020. In addition, under the PPP government (indeed, even during Musharraf's era) Pakistan had courted China to establish an energy corridor through the country in light of the country's strategic geographical position as a bridge for the oil supplies from the Arabian Peninsula to reach western China through the shortest available route.

21 Governments of Pakistan and China, "Minutes of the Joint Cooperation Committee Established Under the Memorandum of Understanding on the Cooperation of Developing 'China-Pakistan Economic Corridor' Long Term Plan and Action Plan Between National Development and Reform Commission of the People's Republic of China and Ministry of Planning, Development and Reforms of the Islamic Republic of Pakistan. Held on 27th August 2013 at Islamabad-Pakistan," in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game, 38*.

22 Ibid, 34.

23 Ibid, 34.

24 جدول 1 میں موجود ڈیٹا کو مصنفین نے سی پیک کی آفیشل ویب سائٹ اور درج ذیل خبروں کے ذرائع کی بنیاد پر مرتب کیا تھا۔

See "CPEC Energy Priority Projects," Pakistani Ministry of Planning, Development, and Special Initiatives, accessed April 20, 2021, http://cpec.gov.pk/energy; "Hubco's Thar Energy Reaches Financial Close on $497 Million Coal-Fired Power Project," *News*, January 31, 2020, https://www.thenews.com.pk/print/606475-hubco-s-thar-energy-reaches-financial-close-on-497-million-coal-fired-power-project; and "Hubco's TNPTL to Commence Commercial Operations in 2022," *Business Recorder*, October 1, 2020, https://www.brecorder.com/news/40022869 .

25 "CCI Approves National Power Policy 2013," *Dawn, July 31, 2013,* https://www.dawn.com/news/1033228.

26 Pakistani Ministry of Planning, Development and Special Initiatives, "CPEC-Energy Priority Projects," accessed April 29, 2021, http://cpec.gov.pk/energy.

27 Erica Downs, "China-Pakistan Economic Corridor Power Projects: Insights Into Environmental and Debt Sustainability," Columbia University School of International and Public Policy's Center on Global Energy Policy, October 3, 2019, https://www.energypolicy.columbia.edu/research/report/china-pakistan-economic-corridor-power-projects-insights-environmental-and-debt-sustainability. The other 49 percent is owned by the Qatari investment firm Al Mirqab Capital. Also see "China, Qatar to Build $2.09b Coal-Fired Power Plant at Karachi," *Nation, April 11, 2015,* https://nation.com.pk/11-Apr-2015/china-qatar-to-build-209-b-coal-fired-power-plant-at-karachi.

28 "2×660MW Coal-Fired Power Plants at Port Qasim Karachi: China-Pakistan Economic Corridor (CPEC) Official Website," Pakistani Ministry of Planning Development & Special Initiatives, accessed May 14, 2021, http://cpec.gov.pk/project-details/1.

29 Daniel Markey, *China's Western Horizon: Beijing and the New Geopolitics of Eurasia (Oxford: Oxford University Press, 2020)*.

30 Susannah Price, "China Backs Pakistan Military," BBC News, May 12, 2001, http://news.bbc.co.uk/1/hi/world/south_asia/1327518.stm.

31 Author interview with a senior politician, Islamabad, February 2015.

32 Michael Wines, "Pakistan and China: Two Friends Hit a Bump," *New York Times, May 26, 2011,* https://www.nytimes.com/201127/05//world/asia/27beijing.html.

33 Ibid.

34 Ibid.

35 James R. Holmes, "Gwadar and the 'String of Pearls,'" *Diplomat, February 9, 2013,* https://thediplomat.com/201302//gwadar-and-the-string-of-pearls/. For more on Pakistan's policy continuity vis-à-vis China, see Filippo Boni "Civil-Military Relations in Pakistan: A Case Study of Sino-Pakistani Relations and the Port of Gwadar," *Commonwealth and Comparative Politics 54, no. 4 (2016): 498–517*.

36 Governments of Pakistan and China, "Minutes of the Joint Cooperation Committee Established Under the Memorandum of Understanding on the Cooperation of Developing "China-Pakistan Economic Corridor" Long Term Plan and Action Plan Between National Development and Reform Commission of the People's Republic of China and Ministry of Planning, Development and Reforms of the Islamic Republic of Pakistan. Held on 27th August 2013 at Islamabad-Pakistan," in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game, 42*.

37 Ibid.

38 Governments of Pakistan and China, “Minutes of the 3rd Joint Cooperation Committee Meeting on China-Pakistan Economic Corridor held on 27 August, 2014 in Beijing China,” in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game, 69*.

39 فائبر آپٹک کیبل پراجیکٹ پاکستان اور چین کے درمیان «محفوظ کنکشن» فراہم کرتا ہے اور انٹرنیٹ ٹریفک کے متبادل راستے فراہم کرتا ہے، جس سے پاکستان تک انٹرنیٹ ٹریفک کی کمی کو اس حد تک پورا کرتی ہے جو ہندوستان سے گزرتی ہے۔

Mifrah Haq, “China Builds Digital Silk Road in Pakistan to Africa and Europe,” *Nikkei Asia*, January 29, 2021, https://asia.nikkei.com/Spotlight/Belt-and-Road/China-builds-Digital-Silk-Road-in-Pakistan-to-Africa-and-Europe. For more on the Digital Silk Road in Pakistan, see Filippo Boni, “Protecting the Belt and Road Initiative: China’s Cooperation With Pakistan to Secure CPEC,” *Asia Policy* 26, no. 2 (2019): 5–12.

40 Boni and Adeney, “The Impact of the China-Pakistan Economic Corridor.”

41 Isaac B. Kardon, Conor M. Kennedy, and Peter A. Dutton, “Gwadar: China’s Potential Strategic Strongpoint in Pakistan,” China Maritime Studies Institute China Maritime Report #7, August 2020, https://www.andrewerickson.com/202008//cmsi-china-maritime-report-7-gwadar-chinas-potential-strategic-strongpoint-in-pakistan.

42 Filippo Boni, Sino-Pakistani Relations: Politics, *Military and Regional Dynamics* (*Abingdon: Routledge, 2019*).

43 Andrew Small, *The China-Pakistan Axis* (*New York: Oxford University Press, 2015*).

44 Katharine Adeney, “Panama Verdict: Corruption and Politics in Pakistan,” *Asia Dialogue, July 28, 2017,* https://theasiadialogue.com/201728/07//corruption-and-politics-in-pakistan/.

45 “China Ready to Continue Working Jointly on CPEC Despite PM’s Disqualification,” *Dawn, July 29, 2017,* https://www.dawn.com/news/1348227.

46 Andrew Small, “Buyer’s Remorse: Pakistan’s Elections and the Precarious Future of the China-Pakistan Economic Corridor,” *War on the Rocks, July 27, 2018,* https://warontherocks.com/201807//buyers-remorse-pakistans-elections-and-the-precarious-future-of-the-china-pakistan-economic-corridor/; and Lan Jiang, “Ouster of Nawaz Sharif Adds Variables to Economic Corridor Plan,” *Global Times, August 3, 2017,* https://web.archive.org/web/20210524141012/https://www.globaltimes.cn/content/1059537.shtml.

47 “Eastern Route for CPEC May Foster Enmity Between Provinces, Warns Imran,” *Express Tribune, September 30, 2015,* https://tribune.com.pk/story/965041/eastern-route-for-cpec-may-foster-enmity-between-provinces-warns-imran; and Mansoor Malik, “Imran Blasts Nawaz for ‘Corruption,’ ‘Inefficiency,’” *Dawn, October 9, 2015,* https://www.dawn.com/news/1211893/imran-blasts-nawaz-for-corruption-inefficiency.

48 “Imran Khan’s Speech in Full,” *Al Jazeera, July 26, 2018,* https://www.aljazeera.com/news/201826/7//imran-khans-speech-in-full.

49 Andrew Small, “Returning to the Shadows: China, Pakistan, and the Fate of CPEC,” German Marshall Fund, September 23, 2020, https://www.gmfus.org/publications/returning-shadows-china-pakistan-and-fate-cpec.

50 “Ambassador Yao Jing Calls on Imran Khan, Chairman of the Pakistan Tehreek-e-Insaf,” Chinese Ministry of Foreign Affairs, July 20, 2018, https://web.archive.org/web/20210524141025/https://www.fmprc.gov.cn/mfa_eng/wjb_663304/zwjg_665342/zwbd_665378/t1583482.shtml.

51 Ibid.; “Ambassador Yao Jing Met With Adviser to PM on Commerce and Investment,” Chinese Ministry of Foreign Affairs, August 30, 2018; http://pk.chineseembassy.org/eng/zbgx/t1612580.htm; and “Ambassador Yao Jing Met with Minister of Railways,” Chinese Ministry of Foreign Affairs, August 31, 2018, http://pk.chineseembassy.org/eng/zbgx/t1612586.htm.

52 Author interview with Andrew Small by email, May 2021.

53 Jamil Anderlini, Henny Sender, and Farhan Bokhari, “Pakistan Rethinks Its Role in Xi’s Belt and Road Plan,” *Financial Times, September 9, 2018,* https://www.ft.com/content/d4a3e7f8-b28211-e899-ca-68cf89602132.

54 Ibid.

55 Author interview with retired army officer by email, October 2020; “PM Imran Renews Commitment to CPEC,” *Express Tribune, September 10, 2018,* https://tribune.com.pk/story/1799438/pm-imran-renews-commitment-cpec; and Khaleeq Kiani, “Move to Cut Development Funds by Over Rs250bn,” *Dawn, September 8, 2018,* https://www.dawn.com/news/1431636.

56 “Xi Meets Pakistani Army Chief,” Xinhua News Agency, September 20, 2018, https://web.archive.org/web/20210925114910/http://www.xinhuanet.com/english/201820/09-/c_137479890.htm.

57 Author interview with a senior bureaucrat, Islamabad, March 2020.

58 Shahbaz Rana, “Austerity Axe Falls on CPEC, Gwadar Projects,” *Express Tribune, September 26, 2018,* https://tribune.com.pk/story/18115851-/austerity-axe-falls-cpec-gwadar-projects.

59 Author’s interview with a senior bureaucrat, Islamabad, March 2020.

60 Authors’ calculations from information given in Rana, “Austerity Axe Falls on CPEC, Gwadar Projects.”

61 Rana, “Austerity Axe Falls on CPEC, Gwadar Projects,”; Pakistani Ministry of Planning, Development and Special Initiatives, “CPEC & Related Projects Under Public Sector Development Program (PSDP) 20172018-,” http://cpec.gov.pk/cpec-psdp-funded-projects; and Pakistani Ministry of Planning, Development and Special Initiatives, “CPEC & Related Projects Under Public Sector Development Program (PSDP) 20182019-,” http://cpec.gov.pk/cpec-psdp-funded-projects.

62 Jing Yao, “Public Talk || Chinese Ambassador H.E Mr. Yao Jing || CPEC || ISSI,” YouTube, posted by BRI TV, February 22, 2020, https://www.youtube.com/watch?v=BMjepMoZaPc&t=335s.

63 “Special Economic Zones: An Operational Review of Their Impacts,” World Bank Group, 2017, https://openknowledge.worldbank.org/handle/1098629054/.

64 Pakistani Ministry of Planning, Development and Reform and China’s National Development and Reform Commission, “Long Term Plan for China-Pakistan Economic Corridor (20172030-),” November 21, 2017, http://cpec.gov.pk/long-term-plan-cpec.

65 See special section 1 on the CPEC in the following report by the Pakistani central bank. State Bank of Pakistan, “The State of Pakistan’s Economy: First Quarterly Report 2017–2018,” 2018, 83, https://www.sbp.org.pk/reports/quarterly/fy18/First/qtr-index-eng.htm.

66 یہ اسکیم پاکستان کو علاقائی بلاک میں اس کی درآمدات پر بہت فراخدلی سے ٹیرف میں کمی دیتی ہے، جو کہ کم از کم 0 فیصد تک ہے۔

See “China-Pakistan Economic Corridor: Opportunities and Risks,” International Crisis Group, June 29, 2018, https://www.crisisgroup.org/asia/south-asia/pakistan/297-china-pakistan-economic-corridor-opportunities-and-risks.

67 Author interview with Steve Tsang, director of SOAS University of London’s China Centre, January 2021; and Shahbaz Rana, “Due to Delay, Centre Plans to Take Over Development of Economic Zones,” *Express Tribune, January 14, 2018,* https://tribune.com.pk/story/16082162-/due-delay-centre-plans-take-development-economic-zones.

68 ان نو SEZs میں گلگت بلتستان میں Moqpondass SEZ، آزاد جموں و کشمیر میں میرپور انڈسٹریل زون، اسلام آباد میں ICT ماڈل انڈسٹریل زون، پنجاب کے M-2 ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں پنجاب چین اکنامک زون،M-1 پر رشکئی اکنامک زون (خیبرپختونخوا)، وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں مہمند ماربل سٹی، بلوچستان میں بوستان انڈسٹریل زون، سندھ میں دھابیجی اسپیشل اکنامک زون، اور سندھ میں پورٹ قاسم اسپیشل اکنامک زون شامل ہیں۔

Governments of Pakistan and China, “Minutes of the 6th Joint Cooperation Committee Meeting on China-Pakistan Economic Corridor held on 29th December, 2016 in Beijing China,” in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game*, 99–100.

69 2012 میں، پنجاب میں تین SEZs، تین سندھ میں، اور ایک خیبرپختونخوا میں واقع تھے۔

70 “Govt Proposes 29 Industrial Parks, 21 Mineral Zones Under CPEC,” *News International, July 26, 2015,* https://www.thenews.com.pk/print/13780-govt-proposes-29-industrial-parks-21-mineral-zones-under-cpec.

71 Governments of Pakistan and China, “Minutes of the 6th Joint Cooperation Committee Meeting,” in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game, 99.*

72 Ibid, 101.

73 پنجاب کے وزیر اعلیٰ شیخوپورہ کی سائٹ پر خاص طور پر گہری نظر رکھتے تھے کیونکہ یہ لاہور سے قریب ہے ۔ یہ بصیرت مصنف کے صحافی حسن خاور اور پنجاب کے معاشی بیوروکریٹ کےساتھ انٹرویوز پر ماخذ ہے۔

Governments of Pakistan and China, “Minutes of the 7th Joint Cooperation Committee Meeting on China-Pakistan Economic Corridor 21st November, 2017 in Islamabad, Pakistan,” in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game*. This insight is based on author interviews with journalist Hasaan Khawar and a Punjab economic bureaucrat, December 2020.

74 Industrial estates are often located within SEZs but only SEZs qualify for the designated "special incentives and regulations that create a more liberal and efficient business environment." See Hasaan Khawar, "SEZs and Industrial Estates in CPEC," *Express Tribune, December 5, 2017,* https://tribune.com.pk/story/1575857/sezs-industrial-estates-cpec.

75 Pakistan Tehreek-e-Insaf, "The Road to Naya Pakistan: PTI Manifesto 2018," 2018, 27, https://www.pmo.gov.pk/documents/manifesto-pti.pdf.

76 "Pakistan Offers Attractive Environment With Complete Incentivization for Industrial Relocation," Pakistani Board of Investment, September 16, 2020, https://invest.gov.pk/node/1236.

77 Author interview with Raoof Hasan, Islamabad, March 2020.

78 Saleem Safi, "Latest Progress on the CPEC," in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game, 126; and Khaleeq Kiani, "Joint Committee on CPEC to Ink Industrial Framework Agreement on Dec 20," Dawn, May 6, 2020,* https://www.dawn.com/news/1450137/joint-committee-on-cpec-to-ink-industrial-framework-agreement-on-dec-20?fromNewsdog=1&utm_source=NewsDog&utm_medium=referral.

79 مصنفین خالد جرال کا شکریہ ادا کرنا چاہیں گے جنہوں نے اس مسئلے پر بات کی۔

See also Ejaz Hussain and Muhammad Furqan Rao, "China–Pakistan Economic Cooperation: The Case of Special Economic Zones (SEZs)," *Fudan Journal of the Humanities and Social Sciences* 13, no. 4 (2020): 458; and Governments of Pakistan and China, "Minutes of the 7th Joint Cooperation Committee Meeting," in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game*, 119.

80 Small, "Returning to the Shadows," 45.

81 اگرچہ خان رشکئی SEZ کے مضبوط حامی رہے ہیں، لیکن یہ بات دلچسپ ہے کہ یہ مسلم لیگ ن کی حکومت کے تحت بھی ایک ترجیحی علاقہ تھا- حالانکہ نواز شریف کی قیادت کے وقت ایسا نہیں تھا۔

Author interview, senior Pakistani journalist, January 2021.

82 Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game*, 99–100. In addition, the latest was information taken from the following Pakistani government website. "CPEC Special Economic Zones (SEZs)," Pakistani Ministry of Planning, Development and Special Initiatives, last accessed May 6, 2021, http://cpec.gov.pk/special-economic-zones-projects. Additional information was gleaned from the following news article. Usman Hanif, "Sindh Govt Calls for Dhabeji SEZ Re-Bidding" *Express Tribune*, December 16, 2020, https://tribune.com.pk/story/2276113/sindh-govt-calls-for-dhabeji-sez-re-bidding.

83 Author email interview with a Punjab economic bureaucrat, December 2020.

84 Shahbaz Rana, "Delay: SEZs Unlikely to Be Ready for Investment for Two More Years," *Express Tribune, January 19, 2019,* https://tribune.com.pk/story/18916232-/delay-sezs-unlikely-ready-investment-two-years.

85 "Expression of Interest," Punjab Procurement Regulatory Authority, accessed April 7, 2021, http://eproc.punjab.gov.pk/Tenders/EOI.pdf; and "Faisalabad SEZ to Create 70,000 New Jobs in One Year," *Nation, January 18, 2020,* https://nation.com.pk/18-Jan-2020/faisalabad-sez-to-create-70000--new-jobs-in-one-year.

86 Shahid Rashid, Muhammad Zia Muzammil, and Shujaa Waqar, "Employment Outlook of China Pakistan Economic Corridor: A Meta Analysis," CPEC Centre for Excellence, 2018, https://cpec-centre.pk/employment-outlook-of-china-pakistan-economic-corridor-a-meta-analysis.

87 "Chinese Diplomat Says China Ready to Help Gwadar's Fishing Industry Grow," *Pakistan Today, December 28, 2020,* https://profit.pakistantoday.com.pk/202028/12//chinese-diplomat-says-china-ready-to-help-gwadars-fishing-industry-grow.

88 Zahra Beg, "Rhetoric Vs. Reality: SEZs Under the China-Pakistan Economic Corridor (CPEC)," European Institute of Asian Studies, March 6, 2020, https://www.eias.org/news/rhetoric-vs-reality-sezs-under-the-china-pakistan-economic-corridor-cpec.

89 Author interview with Hasaan Khawar by email, December 2020.

90 Author interview with a senior political appointee, Lahore, February 2020.

91 "A Leading Chinese Company to Provide Jobs to Locals in Pakistan," CPEC Portal, September 4, 2020, http://cpecinfo.com/a-leading-chinese-company-to-provide-jobs-to-locals-in-pakistan.

92 Boni and Adeney, "The Impact of the China-Pakistan Economic Corridor," 451

93 See article 8 of the Special Economic Zones Act, 2012. Pakistani National Assembly, "The Special Economic Zones Act, 2012: Act No. XX of 2012: An Act to Provide for Setting Up and Operation of Special Economic Zones in Pakistan. Act No. XX of 2012, as amended up to 24th October 2016."

94 Interviewee quoted in Saira Naeem, Abdul Waheed, and Muhammed Naeem Khan, "Drivers and Barriers for Successful Special Economic Zones (SEZs): Case of SEZs Under China Pakistan Economic Corridor," *Sustainability 12, no. 11* (*2020*), *10*.

95 "CPEC Authority Chairman Welcomes Setting up of Health City in Faisalabad SEZ," *Express Tribune, September 28, 2020,* https://tribune.com.pk/story/2265952/cpec-authority-chairman-welcomes-setting-up-of-health-city-in-faisalabad-sez; and "Three New Special Economic Zones Approved," *Dawn, October 8, 2020,* https://www.dawn.com/news/1583883.

96 "Adviser Finds SEZ Framework Antithesis to Industrialisation," *News International, May 28, 2020,* https://www.thenews.com.pk/print/664003-adviser-finds-sez-framework-antithesis-to-industrialisation. In the same interview, he reportedly "said the proposed amendments aim to cater [to] . . . the government's vision to promote services sector, such as knowledge and information technology, and integrated tourism"—a move away from the CPEC's previously stated priorities.

97 Adnan Aamir, "China Moves for More Control Over Belt and Road in Pakistan," *Nikkei Asia, February 11, 2021,* https://asia.nikkei.com/Spotlight/Belt-and-Road/China-moves-for-more-control-over-Belt-and-Road-in-Pakistan.

98 "PM Khan Inaugurates Allama Iqbal 'Industrial City' Under CPEC," *Nation, January 3, 2020,* https://nation.com.pk/03-Jan-2020/pakistan-establishes-allama-iqbal-industrial-city; and "PM Vows Industrialisation as Next Step Under CPEC," *Express Tribune, September 14, 2020,* https://tribune.com.pk/story/2263947/pm-vows-industrialisation-as-next-step-under-cpec.

99 Pakistani Board of Investment, @investinpak, Twitter post, Oct. 8, 2020, 2:22 a.m., https://twitter.com/investinpak/status/1314088787039973378?s=20.

100 Nasir Jamal, "CPEC in Renewed Focus," *Dawn, November 12, 2019,* https://www.dawn.com/news/1516005/cpec-in-renewed-focus.

101 Author interview with Sher Ali Arbab, chair of the Parliamentary Committee on CPEC, Islamabad, March 2020.

102 Author interview by email with Punjab economic bureaucrat, December 2020.

103 Afshan Subohi, "CPEC: The Ball Is in Pakistan's Court," *Dawn, February 10, 2020,* https://www.dawn.com/news/1533449; and Jamal, "CPEC in Renewed Focus."

104 Jamal, "CPEC in Renewed Focus."

105 Subohi, "CPEC: The Ball Is in Pakistan's Court."

106 Author interview with Western diplomat, Islamabad, March 2020.

107 Subohi, "CPEC: The Ball Is in Pakistan's Court."

108 Imran Ali Kundi and Fawad Yousafzai, "Construction of First Steel Unit at Rashakai SEZ Under Way," *Nation, March 27, 2021,* https://nation.com.pk/27-Mar-2021/construction-of-first-steel-unit-at-rashakai-sez-under-way.

109 Hussain and Rao, "China-Pakistan Economic Cooperation," 467–468.

110 Amin Ahmed, "Free Trade Zone in Gwadar," *Dawn, February 2, 2015,* https://www.dawn.com/news/1160849.

111 Yan Li, "Groundwork Laid for China-Pakistan FTZ," Chinanews.com, November 17, 2015, http://www.ecns.cn/business/2015188916/17-11/.shtml.

112 Iftikhar A. Khan, "China to Get 91pc Gwadar Income, Minister Tells Senate," *Dawn, November 25, 2017,* https://www.dawn.com/news/1372695.

113 Governments of Pakistan and China, "Minutes of the 6th Joint Cooperation Committee Meeting," in Safi, *CPEC: A New Political, Economic and Strategic Game, 94, 96.*

114 Small, *The China Pakistan Axis, Revised Indian edition,* (*Gurgaon: Random House India, 2015*), *102.*

115 Shahbaz Rana, "Pakistan Approves Tax Relief for Gwadar Port, Free Zone," *Express Tribune, October 6, 2019,* https://tribune.com.pk/story/2073068/pakistan-approves-tax-relief-gwadar-port-free-zone.

116 Small, *The China Pakistan Axis, 105*.

117 پچھلی ٹیکس چھوٹ پر 2016 میں اتفاق کیا گیا تھا، لیکن 2019 کی چھوٹ زیادہ فراخ تھی۔

118 Rana, "Pakistan Approves Tax Relief for Gwadar Port, Free Zone."

119 Amiri Khan, "43 Chinese Firms All Set to Invest in Gwadar SEZ: COPHC," *Express Tribune, February 17, 2021,* https://tribune.com.pk/story/228451343-/chinese-firms-all-set-to-invest-in-gwadar-sez-cophc.

120 Hao Zhou, "China to Run Pakistani Port," *Global Times, February 1, 2013,* https://www.globaltimes.cn/content/759538.shtml; Small, *The China Pakistan Axis, 105; and Boni and Adeney, "The Impact of the China-Pakistan Economic Corridor on Pakistan's Federal System*."

121 "CPEC Gwader Projects," Pakistani Ministry of Planning, Development & Special Initiatives, accessed 2021, http://cpec.gov.pk/gwader.

122 "Gwadar Livelihood Project," Pakistani Ministry of Planning, Development & Special Initiatives, accessed 2021, http://cpec.gov.pk/project-details/66.

123 Frederic Grare, "Along the Road: Gwadar and China's Power Projection," European Union Institute for Security Studies, July 2018, http://www.iss.europa.eu/sites/default/files/EUISSFiles/Brief%20720%Gwadar_0.pdf.

124 "CPEC Gwader Projects," Pakistani Ministry of Planning, Development & Special Initiatives, accessed 2021. Direct links to the pages still work, but the projects no longer appear under the list at http://cpec.gov.pk/gwadar.

125 Zofeen T. Ebrahim, "What's Happening at Pakistan's Gwadar Port?" China Dialogue, June 16, 2020, https://chinadialogue.net/en/business/9869-what-s-happening-at-pakistan-s-gwadar-port.

126 Rana, "Austerity Axe Falls on CPEC, Gwadar Projects."

127 "Table – 1 Area, Population by Sex, Sex Ratio, Population Density, Urban Proportion, Household Size and Annual Growth Rate," Pakistan Bureau of Statistics, 2017, https://web.archive.org/web/20220504182808/https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files//population_census/National.pdf.

128 Ismail Sasoli, "Gwadar Fishermen Protest Against Construction of CPEC's Project Enters 12th Day," *Dawn, December 29, 2018,* https://www.dawn.com/news/1454126.

129 Adnan Aamir, "Pakistanis to Protest Arrival of Chinese Fishing Vessels," *Nikkei Asia, September 1, 2020,* https://asia.nikkei.com/Spotlight/Belt-and-Road/Pakistanis-to-protest-arrival-of-Chinese-fishing-vessels.

130 Muhammad Akbar Notezai and Atika Rehman, "Gwadar Fishers Fearful as China Eyes Pakistan's Fisheries," Third Pole, February 11, 2021, https://www.thethirdpole.net/en/livelihoods/gwadar-fishers-fearful-as-china-eyes-pakistans-fisheries.

131 Ibid.

132 "Chinese Diplomat Says China Ready to Help Gwadar's Fishing Industry Grow," *Pakistan Today, December 28, 2020,* https://profit.pakistantoday.com.pk/202028/12//chinese-diplomat-says-china-ready-to-help-gwadars-fishing-industry-grow.

133 "Development of Gwadar Free Zone: Special Report on CPEC Projects (Transportation Infrastructure: Part 4)," Chinese Embassy in Pakistan, October 1, 2018, http://pk.chineseembassy.org/eng/zbgx/CPEC/t1627112.htm.

134 Ahmad Ahmadani, "Govt Asked to Recover Rs100bn From 'Corrupt' IPPs," PT Profit, April 11, 2020, https://profit.pakistantoday.com.pk/202011/04//govt-asked-to-recover-rs100bn-from-corrupt-ipps; and "Islamic Republic of Pakistan - Balochistan Needs Assessment: Development Issues and Prospects (Vol. 4) Fisheries," World Bank, 2013, https://documents.worldbank.org/en/publication/documents-reports/documentdetail/950791468286789595/fisheries.

135 مرکزی حکومت کے بیوروکریٹ کے ساتھ مصنف کا انٹرویو، اسلام آباد، مارچ 2020۔

136 "Pak-China Technical and Vocational Institute in Gwadar to Be Completed Next Year," CPECinfo.com, February 7, 2020, http://cpecinfo.com/pak-china-technical-and-vocational-institute-in-gwadar-to-be-completed-next-year; and "Pak-China Technical and Vocational Institute Shows Progress," *News, October 25, 2020,* https://www.thenews.com.pk/print/734495-pak-china-technical-and-vocational-institute-shows-progress.

137 Khurram Husain, "What's Up in Gwadar?," *Dawn, December 31, 2020,* https://www.dawn.com/news/1598832.

138 Aamir Yasin, “Asim Bajwa Made Chairman of Newly Created CPEC Authority,” *Dawn, November 27, 2019,* https://www.dawn.com/news/1519047.

139 Author interview with Raza Rabbani, Islamabad, March 2020.

140 See article 3 in the relevant bill. “China Pakistan Economic Corridor Authority Bill,” Pakistani National Assembly, February 1, 2021, http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1612267873_350.pdf.

141 See article 4 in the bill. Pakistani National Assembly, “China Pakistan Economic Corridor Authority Bill.”

142 “Chinese Envoy Impressed With CPEC’s Authority’s Performance,” *Express Tribune, November 28, 2020,* https://tribune.com.pk/story/2273806/chinese-envoy-impressed-with-cpec-authoritys-performance.

143 Aamir, “China Moves for More Control Over Belt and Road in Pakistan”; and “Pakistan-China Joint Parliamentary Panel Soon to Oversee CPEC,” *Dawn, January 28, 2021,* https://www.dawn.com/news/1604032.

144 International Crisis Group, “China-Pakistan Economic Corridor: Opportunities and Risks.”

145 Multiple author interviews in Islamabad, March 2020.

146 Katharine Adeney, *Federalism and Ethnic Conflict Regulation in India and Pakistan* (*Basingstoke*: *Palgrave Macmillan, 2007*).

147 Author interview with Steve Tsang, director of SOAS University of London’s China Centre, January 2021.

CARNEGIE
ENDOWMENT FOR
INTERNATIONAL PEACE

1779 Massachusetts Avenue NW | Washington, DC 20036 | P: + 1 202 483 7600

CarnegieEndowment.org